مطبوعہ باہتمام ... پریس ... مئی ۱۹۱۷ء بروز جمعۃ المبارک

جلد ۳ — نمبر ۶ ۱۹۱۷ء

الحق دہلی

مختصر واقعات مباحثہ لودھانہ

ناظرین الحق کو معلوم ہے۔ کہ ۱۶۔ فروری سنہ رواں کے الحق میں اس عاجز راقم نے ایک چیلنج مباحثہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو دیا تہا۔ جسکو بڑے اصرار کے بعد ۱۲۔ اپریل کے اہلحدیث مین مولوی صاحب نے بہ ترمیم منظور فرما کر مجھے لکہا۔ کہ ۱۵۔ اپریل کو لدہانہ پہنچکر مبلغ تین سو روپیہ انعامی جمع کرا دو۔ اگر اس تاریخ پر تم لدھانہ نہ پہنچے تو سمجھا جائیگا۔ کہ تمکو صداقت سے کچہہ کام نہین۔ اور یہ میری تحریر آخری اور حیلہ شکن ہے"

۱۲۔ اپریل کو ۲ بجے ۔۔۔ بعد دوپہر مجھے یہ اطلاع بذریعہ اہلحدیث ملی اور فوراً مین نے مولوی صاحب کو لکہدیا۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ مین تاریخ مقررہ پر لدھانہ پہنچ جاؤن گا۔ اور روپیہ بہی قبل از مباحثہ کسی معتمد کے پاس جمع کرا دونگا۔

تعین تاریخ مین مکذب امرتسری کی غرض

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ سمجہکر کہ ایڈیٹر الحق غالباً اس قلیل مہلت مین لدہانہ آنا منظور نہ کرے گا۔ ایسی تاریخ مقرر کر دی جو تین دن سے زیادہ نہ تہی تاکہ مین انکار کر دون اور یہی حیلہ اپنی فتح اور میری گریز کا قرار دے کرین۔ لیکن خدا تعالیٰ کو علمی پردہ دری منظور تہی مجھے توفیق ملی۔ کہ مین ۱۴ کو روانہ ہو کر ۱۵ کو ۸ بجے لدھانہ پہنچگیا۔ اگرچہ اس قلیل عرصہ مین ان احباب کو جن کے خطوط شرکت مباحثہ کے لیئے آئے ہوئے تھے کوئی اطلاع نہ دے سکا۔ البتہ اخبار الحق کے حاشیہ پر تعلیم ترجی ایک نوٹ لکہدیا کہ "۱۵۔ اپریل کو مباحثہ کی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔ جو لدہانہ مین ہوگا" اس اطلاع پر لدہانہ کے قریب کے دوستوں مین سے چند دوست پہنچ گئے جزاہم اللہ احسن الجزا

انعام موعودہ

۱۵۔ اپریل کی شام کو مولوی ثناء اللہ صاحب بہی آگئے اور ۷ بجے شام کے ان کا رقعہ آیا کہ مبلغ تین سو روپیہ بطور امانت مولوی محمد حسین صاحب رئیس لدہانہ اہلحدیث کے پاس جن کے مکان پر مولوی صاحب مقیم تہے جمع کر دیا جائے اس کے جواب مین زر مطلوبہ فوراً بہیجدیا گیا اور رسید منگالی اور یہ بہی لکہدیا۔ کہ ہمارے میر مجلس منشی فرزند علی صاحب احمدی ہیڈ کلرک آرسینل فیروزپور ہونگے آپ اپنے میر مجلس کے نام سے مطلع فرمائین۔ اور ثالث حسب ترمیم ہمارے مسٹر ہیرا لعل صاحب بیرسٹر جو غیر مسلم ہین مقرر کئے گئے ہین۔ اور مکان مباحثہ شہزادہ ہوشنگ صاحب مرحوم والا ہوگا۔ اور ایک رقعہ روپیہ کے ساتھہ بخدمت مولوی محمد حسین صاحب مین بہیجدیا۔ کہ تین سو روپیہ انعام موعودہ حسب درخواست مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کے پاس بہین شرط امانت رکہے جاتے ہین۔ کہ جس فریق کے حق مین ثالثان حسب شرائط مسلمہ ذیقین مندرجہ اخبار الحق و اہلحدیث فیصلہ صادر فرماوین۔ اس کے حوالہ کردین یا دونون فریق کی رضامندی سے ... رسید لیلین اور ہمین رسید بہیجدین۔

امرتسری مکذب کا منصوبہ

جب روپیہ جمع ہو چکا۔ تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہمارے رقعہ کے جواب مین ایک منصوبہ بنا کر لکہا کہ مسٹر ہیرا لال بیرسٹر کی ثالثی منظور نہین۔ پادری ویری صاحب (ایڈیٹر اخبار نور افشاں لدہانہ) ثالث قرار دیئے جاوین اس کے جواب مین ہم نے لکہا کہ بیرسٹر صاحب کی نامنظوری کی وجوہات فرمائین کیا وجہ ہے۔ کہ خود غیر مسلم ثالث کا ہونا۔ آپ نے تجویز فرمایا۔ اب غیر مسلم سے بلا وجہ انکار مناسب نہین۔ بجواب اس کے ایک وفد ثالث کے متعلق زبانی گفتگو کرنے کے لیئے مولوی صاحب نے بہیجا جس کو بہ خلاف فرائض

ہونے کے کوئی زبانی گفتگو نہ ہوگی واپس کر دیا۔ اور وجوہات انکا ازتالثی بیرشرما آنکے گئے۔ مولویصاحب نے چار نام بمشورہ اپنے مشیرون کے لکھ بہیجے جن مین ایک وہی ایڈیٹر نور افشان پادری ویری صاحب تھے اور دو آریہ اور ایک سکھ۔ ہم نے تیکٹ نہی سے بلا ردو انکار توکل علی اللہ سکھہ صاحب کو ثالث مان لیا جس کی غلطی کا ہمین خود اعتراف ہے۔ مگر انما الاعمال بالنیات ہمکو ہماری نیت کا اجر ضرور ملے گا انشاء اللہ تعالےٰ

یوم مباحثہ:

۱۷۔ اپریل یوم چہارشنبہ بوقت تین بجے بعد دوپہر وقت مباحثہ مقرر ہوا۔ حسب شرائط مولویصاحب امرتسری نے یہ قرار دے لیا تہا۔ کہ فریقین کے تیس تیس سے زائد سامعین نہ ہونگے جس کو ہم نے منظور کرکے اتنا ایزاد کیا۔ کہ اگر کسی فریق کو چند زائد آدمی شامل کرنے منظور ہون۔ تو باجازت فریق ثانی وہ شامل کرسکے یہ ایزادی فریقین کے لیئے مساوی نفع رسان تہی۔ مگر امرتسری صاحب نے اسے نامنظور کرکے صرف تیس تیس کی ہی تعداد قایم رکھی، جس کو مباحثہ کے روز انہون نے تسلیم کیا۔ کہ اس ایزادی پیشکردہ کی نامنظوری مین وہ غلطی پر تھے چنانچہ بہ ضرورت مولویصاحب کو ہی پیش آئی۔ کہ تعداد سامعین بڑہادی جائے جس کے لیئے انہون نے تو ندامت زبانی پیغام بہیجا۔ کہ دس ٹکٹ داخلہ ہمکو اور ازراہ مہربانی دیئے جائین۔ ہم نے پیغام زبانی کو خلاف شرائط سمجھکر منظور نہ کیا۔ اور کہدیا کہ تحریری درخواست کرین پھر غور کیا جائے گا۔ ناچار مولوی صاحب نے تحریری درخواست کی۔ کہ فریقین کے سامعین کی تعداد بجائے تیس تیس کے سو سو کی جائے۔" یہ پہلی ذلت تہی جو امرتسری کو نصیب ہوئی کہ ہماری ایزادی شرط کو باوجہ تسلیم نہ کرنے کے اور تیس تیس کی تعداد سامعین ہی قایم رکھنے کے آخر الامر خود ہی اعتراف کرنا پڑا۔ کہ وہ ایزادی درست تہی۔ اور میری نامنظوری غلط۔ ہم نے ان کو لکہدیا۔ کہ چونکہ یہ درخواست آپکی خلاف شرائط ہے۔ جو قابل منظوری نہین۔ مگر تاہم ازراہ احسان ہم آپ کو بجائے تیس کے چالیس آدمیون کے لانے کی اجازت دیتے ہین۔ اور دس زائد ٹکٹ ارسال کرتے ہین۔ چنانچہ اس کے مطابق فریقین کی تعداد علاوہ میرمجلسان و مناظرین کے چالیس چالیس تہی جو بذریعہ ٹکٹ داخلہ مکان مباحثہ مین داخل کئے گئے۔

شرائط مباحثہ اور امر زیر بحث

مکان مباحثہ مین شامیانہ لگایا گیا۔ فرش کیا گیا فریقین کے سامعین اس پر بالمقابل ایک دوسرے کے بٹھائے گئے اور مناظرین کے لیئے ایک ایک میز و کرسی بچہائی گئی درمیان مین میرمجلسان و ثالث صاحب کے لیئے ایک میز اور تین کرسیاں بچہائی گئین اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ایک بڑے تختہ پر بحروف جلی ہر دو امور زیر بحث لکھکر آویزان کر دیئے تاکہ ہر وقت سامعین اور منصفان کی نظران پر رہے اور دوسرے بورڈ پر تمام شرائط مباحثہ لکھکر لگا دین تین بجے کے بعد اصل کارروائی مباحثہ شروع ہوئی سب سے پہلا سوال قابل حل میرمجلسان کے سامنے تعین وقت تحریر پرچہ پیش ہوا۔ کیونکہ امرتسری نے وقت تحریر پرچہ نصف گھنٹہ رکھنا چاہا تہا اور ہم نے ڈیڑہ گھنٹہ مگر ثالثان نے پہلے پرچہ کے واسطے ایک ایک گھنٹہ اور باقی پرچون کے لیئے آدھا آدھا گھنٹہ تجویز کیا۔ بعد تصفیہ وقت تحریر پرچے امرتسری کو جو کہ مدعی تہا۔ اور پہلا پرچہ اس نے لکھنا تہا اجازت دی گئی۔ کہ اپنا پرچہ لکھنا شروع کرے۔

امرتسری کی ناقابلیت اور شرائط کی خلاف ورزی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے بجائے اس کے۔ کہ حسب شرائط جلسہ مباحثہ مین اپنے ہاتہ سے تحریر کرتے۔ ایک ایسی تحریر پڑہنی شروع کی جو گہر سے لکھکر لائے تھے۔ گویا پہلا پرچہ جو مولویصاحب نے امرتسر یا لدہانہ مین اپنے گھر بیٹھکر لکھہ لیا تہا۔ وہ سنا دیا۔ جسپر مین نے بوجہ خلاف شرائط ہونے کے اعتراض کیا۔ تو سردار صاحب اور مولوی ابراہیم صاحب نے لبطائف الحیل میرے اعتراض جائز کو ٹالدیا اور وہی پرچہ ان کا سناکر بغرض جواب میرے حوالے کیا گیا مین نے بتائید ایزدی عین جلسہ مین بیٹھکر اپنا پرچہ ایک گھنٹہ وقت مقررہ کے اندر لکھکر سنا دیا۔ اور بعد تصدیق حوالہ امرتسری کیا گیا جس نے جواب کے لیئے آدھا گھنٹہ امرتسری کو دیا گیا۔ امرتسری مولوی فاضل نے حسب شرائط مباحثہ اپنے ہاتہ سے جواب لکھنے پر آمادگی ظاہر کی اور کہا مین اس کا جواب بول بول کر لکھواؤن گا۔ اسپر ہم نے اعتراض کیا تو وہ بہی گورنمنٹ ایڈوکیٹ اور امرتسری کے میرمجلس کے اتفاق رائے سے ناقابل سماعت تصور ہوا۔ یہ دوسری ذلت مولوی فاضل کی تہی کہ وہ بالمقابل تحریر کرنے پر قادر نہین ہوا۔ اب اس بول کر لکھوانے کی حقیقت سنیئے کہ آدھا گھنٹہ تو املا لکھوانے پر امرتسری نے صرف کیا لیکن جب مستناد نے وہ املا پڑہنا چاہا۔ تو ایک سطر بہی نہ پڑہ سکا۔

اور نہ خود شاگردان رشید جنہوں نے ثنائی تقریر لکھی تھی پڑھ سکے
یہ تیسری ذلت ثنائی ہے مجبوراً باب عالی یعنے پیشگاہ ثالث و میر مجلس
سے حکم صادر ہوا۔ کہ اس تقریر کی صحت کر کے امرتسری سنا دین
مولوی فاضل نے پون گھنٹہ مین اس تقریر پُر تزویر کی صحت کی اس
حساب سے ایک گھنٹہ ۵ منٹ مین احمدی کے پرچے کا جواب امرتسری
کیطرف سے بعد مرمت و ترمیم تیار ہوا۔ تو حکم صادر ہوا۔ کہ اس کو۔
پڑھ کر سناؤ۔ ہمارا خیال تھا کہ حسب شرط مباحثہ امرتسری خود پڑھیگا
مگر افسوس کہ وہ خود نہ پڑھ سکا۔ کسی شاگرد کو پڑھنے کے لیئے کہا
جس نے بعد مشکل ۲۰ منٹ مین اس کو پڑھا۔ مگر پھر بھی وہ اغلاط
کا طومار اور عبارات غیر مربوط و غیر مرتب کا ذخیرہ ہی تھا۔ ناظرین پرچہ
ثنائی نمبر ۲ مندرجہ اخبار ہذا کو ملاحظہ فرما کر امرتسری کی حواس باختگی اور
ہماری بیان کی تصدیق فرمائین۔ یہ چوتھی ذلت امرتسری کی تھی۔ کہ
اپنا پرچہ جس کی تحریر پر تو آدھا گھنٹہ اور مرمت پر ۳۵ منٹ خود
صرف کر چکا تھا۔ پھر بھی پڑھ کر نہ سنا سکا۔ جب وہ پرچہ مجھے جواب کے
لیئے ملا تو مین نے باب عالی سے عرض کی۔ کہ ایک ایسی تحریر جس کو
یہ مصنف پڑھ سکا نہ محرر مین کسطرح پڑھ کر اس کا جواب لکھون۔
مگر میری اس درخواست پر توجہ نہ ہوئی۔ اور حکم ملا۔ کہ دلائل تو آپ نے
ان کے سن لیئے ہین۔ ان کا جواب لکھ دو۔ پرچہ ثنائی کو صاف کر کے
بعد مین دیدیا جائے گا۔ چنانچہ مین نے اس کی تعمیل کی اور ثنائی جواب
مین ثنائی طریق پر جواب الجواب لکھوایا۔ اور وہ ایک گھنٹہ ۵ منٹ
مین لکھوا کر بعد تصدیق حوالہ امرتسری کر دیا۔ الحمد للہ کہ تحریراً و تقریراً
امرتسری کے مقابلہ مین میرے توفیق الٰہی شامل حال رہی۔ اور امرتسری
لکھنے اور لکھوانے ہر دو طریق مین بے بس ہوا۔ اور اس نے ثابت
کر دیا کہ اس مین بالمقابل بیٹھکر لکھنے یا لکھوانے کی قطعاً قابلیت
نہین ہے۔

تیسرا پرچہ ثنائی۔ جو آخری تھا وہ بھی فاضل امرتسری نے نہ لکھا
بلکہ اس کو امرتسری کے میر مجلس یعنی ثانی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی
نے قلمبند کرایا جس مین خلاف قاعدہ نئے دلائل غیر متعلق بغرض حفاظت
ہی لکھوا دیئے۔ جیسا کہ ثنائی پرچہ نمبر ۳ مندرجہ احبار ہذا
سے ظاہر ہو سکتا ہے +

خانصاحب مولوی محمد حسن آنریری مجسٹریٹ لودھانہ

جو نہایت اہلحدیث ہین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرانے مخالف جنکے ساتھ بذریعہ قسم
فیصلہ کرنے کے لیئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
رسالہ انوار الاسلام کے صفحہ ۴۵ پر ۱۸۹۴ء مین ایک اشتہار انعامی ایکہزار
روپیہ شایع کیا تھا۔ کہ اگر مولوی صاحب موصوف قسم کھا کر کہدین۔ کہ مدعی
مہدویت و مسیحیت کاذب ہے۔ تو ہم ایک ہزار روپیہ انعام ان کو بلا کسی شرط
کے فوراً دیدین گے۔ ان کے مکان پر مولوی ثناء اللہ صاحب فروکش
ہوئے۔ اور انہیں کے پاس زر انعام مبلغ تین سو روپیہ امرتسری نے
ہم سے امانت رکھوایا۔ مولوی صاحب مذکور آج کل سخت بیمار ہین۔ اور
صاحب فراش چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا بھی ان سے بدشوار ہوتا ہے۔ ہم نے
زر انعام کے ساتھ جو رقعہ بغرض عطائے رسید زر مذکور مولوی صاحب
کے نام لکھا۔ اس مین مولویصاحب کو بدین الفاظ مخاطب کیا تھا۔ کہ
"بعد ما وجب گذارش ہے" اس لفظ "ما وجب" کو پڑھ کر مولویصاحب کے
اندرونی جذبات بھڑکے اور آپ نے رقعہ لیجانے والوں کے روبرو
ہی اپنے بغض اور عداوت کا اظہار نہایت غضبناک لہجہ مین کیا۔ اور یقین
دلا دیا۔ کہ مولویصاحب موصوف اس جہاد مین اپنی پوری کوشش سے مولوی
ثناء اللہ صاحب کی ظاہری کامیابی مین حصہ لے کر دیرینہ بغض اور
جدید رنج و غصہ کا بدلہ لین گے چنانچہ اس غرض کے لیئے پہلی تدبیر جو انہوں
نے سوچی وہ یہ تھی۔ کہ یوم مباحثہ باوجود صاحب فراش ہونے کے
اور کانون سے نہایت کم سننے کے اور چلنے پھرنے سے بھی معذور ہونے
کے تکلیف گوارا کر کے امرتسری فاضل کی پشت و پناہ بننے کے واسطے
افتان و خیزان مکان مباحثہ مین آ لیٹے اور امرتسری کی پس پشت زمین
پر بچھونا بچھا کر تھوڑی دیر لیٹے رہے۔ اور پھر واپس چلے گئے اس برائے
نام آنے اور جانے سے بجز اس کے اور کچھ غرض نہ تھی۔ کہ ثالث صاحب
کو (جو کہ مثل ایک چند سالہ معصوم بچے کے دونون فریق مین سے ایک فریق
کے سر کو ہاتھ لگانے کے لیئے مقرر ہوئے تھے) اس فریق کا وزن اور
حیثیت ظاہری ذہن نشین ہو جائے۔ تا کہ نادان بچہ اور دنیا سے ناواقف
کے لیئے ہاتھ لگانے مین آسانی رہے۔ ورنہ خانصاحب جیسے مریض ناتوان
کا جنکو کانون سے بھی آجکل بہت کم سنائی دیتا ہے جلسہ مباحثہ مین بیس
بیس منٹ کے آجانا چہ معنی دارد۔

مُباحثۂ لُودھیانہ

پرچہ ثنائی نمبر ۱

صاحبان آج مباحثہ مندرجہ ذیل مضامین پر ہے

۱ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا

۲ خدا نے دعا مندرجہ اشتہار مذکور کی قبولیت کا الہام کر دیا تھا۔

صاحبان مرزا صاحب نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار دیا جسکی پیشانی پر لکھا مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ اس کے اندر یہ دعا کی کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوے مسیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر ۔ ۔ ۔ میں تیرے تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے" اس دعا کے بعد جناب ممدوح نے یہ بھی لکھا کہ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس اشتہار میں مرزا صاحب نے دو دفعہ ۔ ۔ ۔ فیصلہ کا لفظ لکھا ہے یہ فیصلہ بھی کسی ذاتی معاملہ کا نہیں ۔ بلکہ اس معاملہ کا جس کے لیئے (بقول ان کے خدا نے ان کو مامور کیا تھا۔) چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ میں حق کے پھیلانے کے لیئے مامور ہوں۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا سلسلہ رسالت و نبوت میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے۔ کہ کسی نبی یا مامور نے کسی معاملہ الٰہیہ میں از خود ایسی تحدی اور فیصلہ کی صورت شایع کی ہو۔ جس کی تحریک خدائی جانب سے نہ ہو۔ ہرگز اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اس لیئے کہ اس قسم کے فیصلہ کا اثر اس مشن پر ہونا ہوتا ہے جس کی تبلیغ کے لیئے نبی کو خدا مامور کر کے بھیجتا ہے۔ چنانچہ جناب ممدوح اس اشتہار میں لکھتے ہیں۔ "اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا" (مہربانی سے مصنف جیالیس حاشیہ اشتہار ایک دفعہ پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں)۔ کوئی ایسا معاہدہ یا اعلان کوئی نبی خدا کی تحریک کے بغیر نہیں کر سکتا جسکا اثر اس کے مشن پر پڑے جس کے لیئے وہ مامور ہو کر آیا ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔

قرآن مجید میں اس دعوے کے ثبوت کے لیئے بہت سی آیات ہیں منجملہ یہ ہیں۔

۱ ماکان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ ۔ (پ ۱۳)

۲ لیس لک من الامر شیی = (پ ۴) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۳ ان الحکم الا للہ (پ ۱۳)

۴ ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ (پ ۱۱)

۵ و ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (پ ۲۷ ع بیجا)

ان آیات میں جو پچھلی آیت ہے۔ صرف قرآن مجید ہی کی آیت نہیں بلکہ جناب مرزا صاحب کا الہام بھی ہے ملاحظہ ہو اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۶ سطر ۱۱ ۔ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۶ سطر ۳ ۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دینی معاملہ میں کوئی بات خدا کی وحی کے بغیر نہیں کہتے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ خدا کی وحی ہوتی ہے۔ یہی معنے اس فقرہ کے بصورت الہام مرزا صاحب ہوں گے۔ کہ مرزا صاحب کسی دینی معاملہ میں خدا کی تحریک کے بغیر نہیں بولتے مختصر یہ کہ مامور بحیثیت مامور مجبور ہے کہ کوئی بات دینی معاملہ میں ایسی نہ کہے خصوصا کسی امر کو کفر اور اسلام میں فیصلہ کن قرار نہ دے۔ جب تک خدا کی اجازت نہ ہو۔ یہانتک تو میں نے عمومات قرآنیہ اور الہامات مرزائیہ سے استدلال کیا اب میں خصوصا اس امر کے متعلق عرض کرتا ہوں جس میں نزاع ہے

جناب مرزا صاحب نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو اشتہار مذکور شایع کیا۔ اخبار بدر ۲۵۔ اپریل میں ان کے الفاظ یہ شایع ہوتے ہیں۔

ثناء اللہ امرزا صاحب نے فرمایا۔ زمانہ کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں۔ تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا ہی کیطرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری

توجہ انکیطرف ہوئی اور رات کو الہام ہوا۔ اجیب دعوۃ الداع صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب۔ اس کی شاخین ہین۔

ان الفاظ سے میرے دونون دعوے ثابت ہوتے ہین

الف۔ اس دعا کی بنیاد خدا کی طرف سے تھی۔ جس کو دوسرے لفظون مین یون کہنا زیبا ہے۔ کہ خدا کے مخفی حکم اور منشاء سے تھی

ب۔ اس دعا کی قبولیت کا وعدہ تھا۔ اگرچہ اثبات مدعا کے لیئے اتنا ہی کافی ہے۔ مگر مین اس کو ذرا اور تفصیل سے بتلانا چاہتا ہون

مرزا صاحب کا عام طور پر الہام ہے۔ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک (تریاق القلوب صفحہ ۳۰) یہ بھی دعوے ہے۔ کہ میرا بڑا معجزہ قبولیت دعا ہی ہے چنانچہ ان کے ارگن رسالہ ریویو بابت ماہ مئی ۱۹۰۷ء سے نقل کرتا ہون

"حضرت مسیح موعود" (مرزا صاحب) دعا کی قبولیت کا ایک ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہین۔ جو آج دنیا بھر مین کسی مذہب کا کوئی ماننے والا پیش نہین کر سکتا۔ اور وہ ثبوت یہ ہے۔ کہ خدا تعالی کے حضور مین دعا کرتے ہین۔ اور جواب پاتے ہین۔ اور جو کچھ جواب مین ان کو بتایا جاتا ہے اس کو قبل از وقت شایع کر دیتے ہین۔ پھر ان شایع شدہ امور کی بعض کے واقعات تائید کرتے ہین اور یہ تائید ایسی ہوتی ہے کہ جب تک کوئی انسانی کوشش اور منصوبہ پہنچ بھی نہین سکتا۔ اور ایسے ہی اعجازی اور فوق الفطرت طور پر وہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ وہ مدت سے اس بات کو شایع کر رہے ہین۔ کہ ان کے من جانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ انکی دعائین قبول کی جاتی ہین۔ (صفحہ ۱۹۲)

ہان اس مین شک نہین۔ کہ مرزا صاحب کے اشتہار ۵ اپریل مین یہ فقرہ بھی ہے۔ کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہین"

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اسوقت مرزا صاحب کو اس تحریک الہی کا علم نہین تھا جس نے مخفی طور پر ان کے قلب پر یہ اثر کیا تھا جسوقت انہون نے یہ اشتہار دیا لیکن بعد مین جب ان کو خدا کی طرف سے بتلایا گیا۔ تو انہون نے اعلان کیا۔ کہ اس کی بنا خدا کی طرف سے ہے۔ میری تطبیق کی قطعی دلیل مرزا صاحب کی وہ تحریر ہے جو میرے ایک خط کے جواب مین بذریعہ ڈاک میرے پاس پہنچنے کے علاوہ اخبار بدر ۱۳ جون سنہ مین چھپی تھی۔ جس مین یہ الفاظ ہین "کہ مشیت ایزدی نے حضرت حجۃ اللہ مرزا صاحب کے قلب مین ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا یہ ایک اور طریق اختیار کیا" ملاحظہ ہو اخبار مذکور صفحہ ۲ کالم ۱ اس تحریر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس دعا کی تحریک ان کے دل

مین خدا نے کی تھی یہی معنی ہین خدا کے حکم سے ہونے کے ممکن ہے کہ جناب ممدوح کو اس کا علم نہ ہوا ہو۔ مگر عدم علم سے عدم شے لازم نہین آتا (براہین احمدیہ ملاحظہ ہو۔ اس لیئے ممدوح نے تحریر اول مین تعلی فرمائی۔ ...لیکن بعد کے الہامات اور اعلامات خداوندی سے ان کو معلوم ہوا کہ اس کی تحریک خدا تعالی کی طرف سے تھی۔ اور اس کی قبولیت کا وعدہ بھی تھا۔ تو انہون نے کھلے الفاظ مین اظہار کیا۔ کہ اس کی بنیاد خدا کیطرف سے ہے۔ بلکہ اس کی قبولیت کا الہام بھی شایع کیا۔ اجیب دعوۃ الداع اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ قرآن مجید مین خدا فرماتا ہے۔ کہ مین دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہون مرزا صاحب کی توجہ پر یہ الہام ہونا۔ اس بات کی صاف دلیل ہے۔ کہ جناب موصوف کو اس دعا کی قبولیت کا الہام قطعی ہو چکا تھا مسلمانون کے اعتقاد مین الہام بالفاظ قرآنی حق ہے۔ اس لیئے قطعی قبولیت کو ثابت کرتا ہے

فریق ثانی کو میری یہ تطبیق پسند نہ ہو۔ تو اثبات و نفی مین تطبیق دینا ان کا فرض اول ہے۔ کیونکہ وہ مرزا صاحب کے مصدق ہین اور قرآن مجید مین غلط الہامات کی علامت یہی مذکور ہے۔ کہ ان مین نفی اثبات کا اختلاف ہوتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قائل ایک کلام مین کاذب ثابت ہوتا ہے پس فریق ثانی کا بحیثیت مصدق فرض ہے کہ اس اختلاف مین پابندی قواعد علمیہ و اصول مسلمہ محدثین و مفسرین تطبیق دے۔ یہانتک تو مین نے اپنے دو دعوون کا ثبوت کافی دیدیا۔

ثناء اللہ

مندرجہ عنوان نام سے رسالہ احمدی بابت ماہ مارچ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء شائع ہو چکا ہے جس مین فاضل امرتسری نے اشتہار موٴرخہ ۵ اپریل سنہ ۱۸۹۶ء والی مضمون کی تحریک ... کے تمام ... کا جواب ... دیا ہے اور بتائید ایزدی ...

قیمت ... محصول ڈاک ...

منیجر الحق دہلی

پہلا پرچہ احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔
رب یسر و تمم بالخیر

جناب مولوی فاضل صاحب نے اپنے مضمون کو جس تمہید سے شروع کیا ہے اس سے نفس دعوی مولوی صاحب کو کوئی تعلق نہیں یہ تمام وعظ لیکچر اس دعوے کو کہ ۱۵ اپریل سنہ والا اشتہار مرزا صاحب نے بحکم خداوندی دیا تھا اور دعا مندرجہ اشتہار مذکور کی قبولیت کا خدائی وعدہ فرما لیا تھا کسی طرح بھی ثابت نہیں کرتا

مولوی صاحب یعنی مدعی کا فرض تھا کہ وہ اپنا دعوی دو طرح سے ثابت فرماتے ۔ اول ایسا حکم منجانب اللہ وہ اس اشتہار کی متعلق پیش کرتے جس مین مرزا صاحب کو خدا نے یہ حکم دیا ہو تاکہ تم ایسی درخواست ہماری حضور مین پیش کریو یا مرزا صاحب نے کہین فرمایا ہو تاکہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۰۷ء مین نے حسب الحکم خداوندی شایع کیا ہے جبکہ یہ دونون صورتین مولوی صاحب نے پیش نہین فرمائین تو مین نہین سمجھ سکتا کہ یہ دعوی کسطرح ثابت ہوگیا ۔ کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی تھا نہ کوئی حکم خداوندی اسکے متعلق موجود ہے نہ مولوی صاحب نے ایسا حکم کے ساتھ اس امر کے متعلق دو دلیلین پیش کی ہین جو ایک اخبار بدر مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کی ہے دوسری بدر ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۷ء کی جس سے آپنے بخیال خود یہ ثابت فرما دیا کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی تھا اور وہ دلیلین یہ ہین

(۱) ۲۵ اپریل کی بدر مین مرزا صاحب کی کلام شایع ہوئی ہے جسمین یہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے فرمایا کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دراصل ہماری طرف سے نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے

(۲) ۱۳ جون کی بدر مین جو خط ایڈیٹر صاحب بدر نے بجواب خط مولوی صاحب شایع کیا ہے اسمین لکھا ہے کہ مشیت ایزدی نے حضرت مرزا صاحب کے قلب مین ایک دعا کی تحریک کرکے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا

ان دونون دلیلون سے آپ اپنا دعوی اس طرح ثابت فرماتے ہین کہ چونکہ اشتہار ۱۵ اپریل والے کے بعد ۲۵ اپریل کی بدر مین مرزا صاحب نے ایسا فرمایا ہے کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ہماری طرف سے نہین بلکہ خدا کی طرف سے ہے پس بعد شایع کردینے اشتہار کے مرزا صاحب کو خدائی بتا دیا کہ یہ اشتہار میرے حکم سے ہے سو اسکا جواب تو یہ ہے کہ دعوی تو مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی دیا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اشتہار دینے سے پہلے وہ حکم مرزا صاحب کو ملا ہوگا جسکی بناپر اشتہار دیا گیا اور عقل بھی اسکی مقتضی ہے کہ حکم پہلے ہو اور تعمیل بعد مین ہونی چاہیے مگر مولوی صاحب فرماتے ہین کہ نہین تعمیل تو پہلے ہی مرزا صاحب نے کردی تھی گو حکم بخیال مولوی صاحب ۱۵ اپریل والی تعمیل کا ۲۵ کو بعد یہ صادر ہوا تھا حیرت ہے کہ ایسی نظیر غالباً کسی جگہ نہ ملیگی کہ حکم سے پہلے ہی تعمیل ہو جاوے ۔ اور حکم تعمیل کو دیکھنے کے بعد حاکم کی طرف سے صادر ہو ۔ بہرحال مولوی صاحب یہ خود مانتے ہین کہ اشتہار ۱۵ اپریل والے مین تو بیشک یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ اشتہار کسی حکم کی بناپر نہیں بلکہ میری طرف سے بصورت درخواست ایزدی کی ہے اور یہ بھی مولوی صاحب تسلیم فرماتے ہین کہ جس وقت اشتہار دیا گیا اوس وقت تو اون کو یہ علم نہین تھا کہ مین خدا کے کسی حکم کی تعمیل کر رہا ہون بعد تعمیل حکم حاکم نے اونکو بتایا کہ یہ ہمارے حکم سے تم نے اعلان کیا ہے پھر مرزا صاحب نے بھی فوراً شایع فرما دیا کہ یہ درخواست میری خدا کے حکم کے مطابق ہے جسکا آج پتہ لگا ہے سبحان اللہ کیا عجیب استدلال ہے کہ حکم تو جس روز بعد دیا جاوے یا دس روز بعد اسکا پتہ لگے مگر ملازم یا غلام قبل صدور حکم ہی تعمیل کر کے رکھدے لہذا یہ استدلال دعوی مولوی صاحب کو کسی طرح بھی ثابت نہین کرسکتا علاوہ ازین کہین یہ بھی تو نہین لکھا کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی دیا گیا ہے ۲۵ اپریل کے بدر مین تو صرف اتنا لکھا ہے کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دراصل ہماری طرف سے نہین بلکہ خدا کی طرف سے ہے ۱۵ اپریل والے اشتہار کا لکھا جانا اوسمین کہان درج ہے دعوی تو ۱۵ اپریل والی اشتہار کے متعلق ہے جو خاص ہے اور دلیل ایک عام پیش کرتے ہین جسمین مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق یوم تقریر سے پہلے جو لکھا گیا ہے اس تحریر کا منجانب اللہ بنیاد رکھا جانا بتایا ہے ۔ دایم ۱۳ جون والے بدر مین جو لفظ مشیت ایزدی ہے اوس سے مولوی صاحب اس اشتہار کا بحکم خداوندی دیا جانا ثابت کرتے ہین مگر یہ بھی درست نہین مشیت ایزدی کو تو رضاء الہی بھی مستلزم نہین چہ جائیکہ وہ بحکم خداوندی ہو

الحق صاحب نے ترک اسلام کے صفحہ ۲۳۵ پر مشیت الٰہی کے متعلق
یہ تحریر فرمایا ہے کہ مشیت اللہ خدائی قانون مجریہ کا نام ہے جو خدا کی رضا
کو مستلزم نہیں صفحہ ۲۴۳ اور ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ زانی زنا کرتا ہے تو
اوسکی مشیت سے کرتا ہے چور چوری کرتا ہے تو اسکے قانون سے کرتا
ہے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ مشیت ایزدی کو رضاء الٰہی کا لازم نہ ہونا مان
کر بھی صرف مشیت ایزدی سے ہی اپنا دعویٰ ثابت کر دیا جاوے کہ
یہ اشتہار بحکم خداوندی تھا مشیت ایزدی تو زنا اور چوری کی طرف بھی
منسوب ہو سکتی ہے پس اگر مرزا صاحب کی اشتہار کا مشیت ایزدی ہی
دیا جانا لکھا ہو تو اوسکو رضاء الٰہی کیوں سمجھ لیا گیا۔

پس نہ تو بدر مورخہ ۲۵ اپریل سے یہ ثابت ہوا کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار
بحکم خداوندی تھا نہ ۱۳ جون کے لفظ مشیت سے ہی یہ مدعا نکلا
کیونکہ مشیت کیلئے رضاء الٰہی تک کی ضرورت نہیں تو حکم کیسا؟
دوسرا دعویٰ کہ آپ کی قبولیت کا الہام ہو چکا ہے! یہ بھی مولوی صاحب نے
اوسی ڈائری مندرجہ بدر ۲۵ اپریل سے ثابت کیا ہے کہ اوس میں
لکھا ہے کہ اجیب دعوۃ الداع۔ پس خدا نے دعا قبول فرمائی۔ گویا اب
بالکل تعمیل ہو گئی کہ خدا کے حکم سے اشتہار دیا پھر خدا نے دعائے مندرجہ
اشتہار کی قبولیت کا الہام بھی کر دیا لہذا فیصلہ شد
مگر میں اسکو سراسر واقعات کے خلاف ثابت کرتا ہوں

(۱) یہ تمام مغالطہ مولوی صاحب کو اس ڈائری کے ۲۵ اپریل کی
بدر میں شایع ہونے سے پیدا ہوا ہے جو کہ دراصل ۲۵ اپریل کی
نہیں۔ بلکہ ۲۵ اپریل کے بدر میں جو تقریر مرزا صاحب کی ڈائری سے
مولوی صاحب نے اپنی استدلال میں پیش کی ہے وہ دراصل ۲۵ اپریل کی
نہیں بلکہ ۱۴ اپریل کی ہے جو اشتہار سے ایک روز پیشتر کی ہے جس
حالت میں کہ اشتہار اس تقریر سے پہلے لکھا ہی نہیں گیا تھا تو اس کے
متعلق یہ تقریر جو ایک روز پہلے کی ہے کیونکر ہو سکتی ہے اشتہار ۱۵ اپریل
کو لکھا اور ۱۸ اپریل کو شایع کیا۔ ڈائری مذکور ۱۴ اپریل کی ہے اور الہام
مذکور ۱۳ اور ۱۴ اپریل کی درمیانی شب کا ہے گویا نہ الہام کے وقت
نہ اس تقریر کے وقت جو ۱۴ اپریل بعد عصر کی ہے یہ اشتہار لکھا گیا تو پھر
کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس تقریر کا تعلق اوس تحریر سے ہے جو تقریر سے
ایک روز بعد اور الہام سے تقریباً دو روز بعد لکھی گئی باقی میں دوسرے پرچہ
میں لکھونگا مولوی صاحب نے جو دلائل علاوہ ازیں لکھے ہیں وہ ابھی لکھ دیتا ہوں
کیونکہ مجھے پھر بضرورت پرچہ کے جواب کا کوئی موقعہ اونکے متعلق نہیں ہو سکتا

پرچہ ثنائی نمبر ۲

جناب منصف صاحبان و منشی قاسم علی صاحب - میری تنقید کو آپ
نے بے تعلق بتایا ہے حالانکہ وہ ایک عام قانون کی صورت میں تھی جسکے
نیچے تمام دنیا کی جزئیات شامل ہو گئی ہیں اور یہ طریق قانون اور شریعت
دونوں میں مروج ہے بہر حال جو کچھ بن پڑا کیا آپ نے زور دیا کہ ۲۵
تاریخ کے بدر میں ۱۴ تاریخ کی ڈائری ہے مگر میرے مخاطب صاحب نے
یہ نہیں بتایا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ جو ثناء اللہ کی بابت لکھا گیا جسکی قبولیت
کا جناب مرزا صاحب نے وعدہ فرمایا تھا اسکا نشان نہیں دیا۔ میرے
مخاطب کا فرض تھا کہ ۱۴ تاریخ کی ڈائری والا مضمون بتاتے ڈائری نویسوں
کا تو یہ حال ہے کہ ۱۴ تاریخ کی ڈائری لکھکر ۱۵ تاریخ لکھدی ص
اگر دنیا پر کوئی مقام ایسا ہے جہاں ۱۴ تاریخ کے بعد ۱۵ تاریخ آتی
ہو تو یہ بنی علی الترتیب ہو سکتی ہے میں بتاتا ہوں کہ اشتہاروں کے
لکھنے کا کیا طریقہ ہوتا ہے ۱۵ تاریخ کا اشتہار ۱۷ تاریخ کے الحکم
میں شایع ہوتا ہے اخباروں کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں
کہ ہندوستان و دکن کی تاریخ اشاعت جمعہ ہے مگر عموماً ہفتہ
اور بدھ کو لکھا جاتا ہے لہذا ۱۵ تاریخ کے الحکم کو اگر ذرا بھی دیر ہوتی
ہوگی یہ سبب دیری ملا کر ۱۴ تاریخ کی ڈائری اس اخبار الحکم میں لکھی گئی
ہوگی اور وہ مرزا صاحب کی لکھی ہوئی ہے بھلا غور فرمائیے کہ ۱۵ اپریل
کا اشتہار کتابت کب ہوا۔ پریس میں کب گیا۔ اور پھر کب چھپ کر تقسیم
ہوا ۱۵ تاریخ والا اخبار کم سے کم بارہ تاریخ کو لکھا جاتا ہے خصوصاً جناب
مرزا صاحب کی طرز تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ جناب ممدوح اپنے مسودوں
کو دو دو چار چار مہینے پہلے لکھا کرتے تھے اس کا ثبوت یہ ہے کہ پیغام
صلح جو انکی زندگی کے بعد لاہور میں پڑھا گیا تھا خواجہ کمال الدین صاحب نے
چند اوراق متفرق یادداشتوں کی صورت میں پایا تھا۔ علاوہ اسکے جناب موصوف
کی یہ بھی عادت تھی کہ مضمون میں بہت رد و بدل کیا کرتے تھے ثبوت
میں عرض ہے کہ پتھر سے بھی کانٹ چھانٹ ہوا کرتی تھی پریس کے
جاننے والے [illegible] اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ عبارت
کی نوعیت اس وقت تک نہیں بدلتی جب تک کسی حرف کو کاٹا چھانٹا
نہ جاوے۔ حضرت آپ فرماتے ہیں کہ مشیت سے تو ہم کاروبار ہوتے
ہیں لہذا چوری اور زنا وغیرہ بھی اسی قبیل سے ہے تو تم کس طرح بندلا
سکتے ہو میرے دوست کے خط کے الفاظ سامنے ہیں ان خط کو

محترم سنا ہوں مرزا صاحب نے اشتہار دیا تھا کہ میں نے کتاب
حقیقت الوحی لکھی ہے اس میں مباہلہ کیلئے تمام عالموں کو دعوت دی
ہے اور تتمہ الخ مفصلہ لکھی ہیں جسے وہ کتاب نہ ملی ہو وہ منگالیں چونکہ اس
میں میرا ذکر بھی تھا اسلئے میں نے عریضہ لکھا کہ کتاب مذکور بھیجئے تاکہ حسب
منشاء آپ کے مباہلہ کی طیاری کروں اس خط کا جواب یہ آیا کہ آپ کا
رجسٹری شدہ کارڈ [illegible] حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا
اور اوپر لفظ مفتی محمد صادق صاحب کے بحیثیت سررشتہ دار ہونے مرزا
صاحب کے ہیں گو میرے دوست نے یہ کھلے لفظوں میں نہیں لکھا کہ یہ
خط میری عنایت ہے اور مرزا صاحب کا نہیں ہے لیکن میں بطور پیش بندی
کہتا ہوں کہ یہ خط بطور سررشتہ داری کے ہے ورنہ میرے مخاطب تو مرزا
صاحب تھے جناب مفتی صاحب کس طرح سے اس کا جواب اپنی طرف سے لکھ
سکتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ آپ کے جواب میں آپکو مطلع کیا جاتا ہے کہ
آپ کی طرف حقیقت الوحی [illegible] اسوقت ظاہر کیا گیا تھا جبکہ جناب کو
مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا تاکہ مباہلہ کرنے سے پہلے پڑھ لیتے مگر چونکہ آپ نے
اپنے واسطے [illegible] عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اسکے مباہلہ سے
انکار کرکے اپنے لیے فرار کی راہ نکالی اسواسطے مشیت ایزدی نے
آپکو دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ کے قلب میں ایک دعا
کی تحریک کر کے فیصلہ کا دوسرا طریق اختیار کیا میرے دوست آپ اس تحریر
[illegible] خداوندی [illegible] مرزا صاحب کے دل میں پیدا ہوئی دنیا کی دوسری
[illegible] ایسا لکھا ہوتا تو مجھے معانی منگوا لی
[illegible] مرزا [illegible] جسکا یہ دعوی ہو۔ انا خاتم
[illegible] میں تمام دنیوں کا خاتم ہوں
[illegible] جس کا یہ دعوی ہو کہ انا قدمی
[illegible] میرا قدم ایک ایسے
[illegible] ہے کہ تمہیر سب بلندی ختم ہو گئی خطبہ الہامیہ صفحہ [illegible] اور جس کا
یہ دعوی ہو کہ میرے مقابل پر کسی کا قدم کو قرار نہیں [illegible] نیز جس کا یہ بھی دعوی
ہو [illegible] دعا کا قبول ہونا علامت اولیاء اللہ میں سے ہے اسکی دعا کو جو خدا
کی تحریک [illegible] دل میں پیدا ہوئی ہو دنیا کی دیگر بدکاریوں سے مشابہت
بتانا ہی [illegible] ہے [illegible] کیا جواب ہو سکتا ہے خیر
میں [illegible] جواب اسلامی تعلیم [illegible] دیتا ہوں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام
کے دلوں میں خدا کی طرف سے اگر کسی مذہبی فیصلہ کے لئے تحریک ہوتی
ہے تو وہ وحی الہی سے ہوا کرتی ہے اور یہی معنی انکے معصوم اور بیگناہ

ہوئے ہیں۔ اس مضمون کی شہادت کیلئے میں نے تمہید بیان کی تھی جسکو
آپ نے بے تعلق کہہ دیا ہے۔ اگر آپ نے کتاب صحیح بخاری پڑھی ہوتی تو
آپ تصدیق کر لیتے کہ عمومات قرآنیہ [illegible] سے مسائل کا ثبوت
کیسے دیا جاتا ہے۔ جناب مرزا صاحب بھی اسی طریق استدلال کو اپنی
تصانیف میں عموماً استعمال کرتے ہیں۔ اور جہاں کہیں قرآن میں لفظ بشر
میں ذکر آیا ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کیلئے ہمیشگی نہیں کی اور
کسی آدمی کو بغیر کھانے پینے کے پیدا نہیں کیا تو مرزا صاحب فوراً حضرت
مسیح کی موت کا ثبوت دینا شروع کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ اس طرح کا
استدلال [illegible] معقولی اور اصولی طریق ہے کیا آپ کو یاد نہیں کہ امرتسر کے
مباحثہ عیسائیان میں مرزا صاحب کے دلائل کی کیا نوعیت تھی یہی ہے
نہ کہ عام حالت جو انبیاء علیہم السلام کی بابت قرآن شریف میں بیان کی گئی
ہے اور حضرت مسیح کا کوئی خاص ذکر نہیں تو صاحب موصوف نے اس
دلیل کو بطور اصول موضوعہ لیکر جناب مسیح علیہ السلام کی الوہیت کو
باطل کیا تھا۔ بہرحال اسلامی لٹریچر سے واقف اور سننے والے ان الفاظ
کے سنتے ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ایک مامور کے دل میں جو ایک خاص مشن
کی تبلیغ کے لئے مامور منجانب اللہ ہو کر آیا ہو یا دوسرے لفظوں میں
یوں سمجھیے کہ کفر و اسلام کے متعلق فیصلہ کن [illegible] کا تبلیغ دیتا ہو بغیر
وحی خداوندی کے خیال نہیں ہوتا۔ مضمون آیت کریمہ۔ لو تقول
علینا [illegible] یعنی آیات قرآنیہ کے علاوہ مرزا صاحب کے الہام
الفاظ قرآنی میں لکھا تھا کہ جناب موصوف کو کئی ایک مقامات پر الہام
ہوا ہے اسکا مطلب میں نے صاف لفظوں میں بتلایا تھا کہ جناب مرزا
کی نسبت بقول انکے خدائے قدیر فرماتا ہے کہ مرزا بغیر وحی کے نہیں بولتا
اس آیت اور الہام کی صحیح تفسیر بتلاتے وقت میں نے دینی معاملہ کا لفظ بڑھا
تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام اور جملہ ماموران باریتعالیٰ اپنی ضروریات
طبعیہ کیلئے خدا کی وحی کی ضرورت نہیں رکھتے لیکن دینی معاملہ میں بجز
مشیت ایزدی کسی قسم کا کلام نہیں کرتے اور نہ ہی یہ امر کسی صورت سے
جائز و مستحسن ہے خصوصاً کسی ایسے معاملہ کی نسبت جو اشد مخالف کے
مقابلہ میں بیان کیا جاتا ہے یہ خوب روشن ہے کہ مرزا صاحب مجھکو
اپنے مخالفوں میں سے [illegible] مخالف خیال کرتے تھے دیکھو تتمہ حقیقۃ
الوحی صفحہ [illegible] دوستو خود بھی غور کرو اور [illegible] ذرا انکو کرو خلوت
اور جلوت میں غور کرو اور انصاف کرو کہ ایک ایسے اشد مخالف کے مقابلہ میں
ایک مامور خدا فیصلہ کی صورت شائع کرتا ہے اور اسکی بابت اقرار کرتا ہے

کہ یہ مشیت ایزدی سے اس قسم کی تحریک ہمارے دل مین پیدا ہوئی ہے اگر آج منشی قاسم علی صاحب دنیا کے دیگر واقعات مثلاً زنا چوری وغیرہ وغیرہ سے تشبیہ دیکر موقعہ دیتے ہین ہمارے ثالث پریزیڈنٹ خصوصاً اس خیال کو ملحوظ نظر رکھین حیرانی ہے کہ شروع مین آپ نے عجب منطق سے کام لیا ہے آپ لکھتے ہین کہ ایسا ہونا چاہیئے تھا کہ مرزا صاحب کو پروردگار عالم کی طرف سے حکم دیا جاتا کہ اپنی درخواست ہمارے حضور مین پیش کرو۔ جب جا کر یہ فیصلہ خداوندی ہو سکتا تھا اور ہم اسے تسلیم کر سکتے۔ موجود تھا۔ میرے دوست پیغمبر اسلام علیہ السلام کی جتنی پیشین گوئیان اسوقت اسلامی کتب مین موجود ہین اور جنکو آپ بھی کفر و اسلام کے مباحثہ مین پیش کیا کرتے ہین کیا انمین کوئی ایسی آیت و حدیث دکھا سکتے ہین کہ نبی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کو جناب باری سے ایسا حکم ہوا ہو کہ تم میرے سامنے اس قسم کی جیسا کہ آپ فرماتے ہین درخواست پیش کرو۔ اگر درخواست کی ضرورت صحیح ہے تو آپ اٹھتے ہی اس آیت کی تفسیر کر دیجیئے گا جس مین سلطنت روم کا مغلوب ہونا اور مغلوب ہونیکے بعد غالب ہونیکی پیشین گوئی قرآن پاک مین مذکور ہے کیا یہ پیشین گوئی خدائی فیصلہ نہ تھا۔ جناب پیغمبر خدا علیہ السلام نے بدر کی لڑائی مین فرمایا تھا کہ ابوجہل یہان گریگا فلان یہان گرے گا۔ کیا اسکے لئے کوئی درخواست پہلے سے جناب رسالت مآب کی طرف سے ہوئی۔؟ دوسرے یہ کہ اشتہار بقول آپکے مورخہ ۱۵ اپریل مسب الحکم خدا چھپ کر شایع ہوا ہے خدا کا شکر ہے کہ صدارت کی کرسی پر تینون صاحب ذی علم اور صاحب فضل ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ علم بیان مین ایک مضمون مختلف عبارات اور مختلف استعارون سے ادا کیا جاتا ہے مضمون کے ادا کرنے والے کو کسی قسم کی قید نہین اور نہ یہی کوئی کہہ سکتا ہے کہ تمنے اس طریق سے کیون ادا کیا صاف ظاہر ہے کہ ایک مضمون مختلف صورت اور مختلف الفاظ اور مختلف پیرایہ مین ادا ہو سکتا ہے پیش کردہ سوالون کو نظر غور سے ملاحظہ کرکے انصاف کرو کہ ان الفاظ کا منجانب اللہ ہونا پایا جاتا ہے یا نہین والسلام

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

دوسرا پرچہ احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عالیجناب پریزیڈنٹ صاحب و جناب میر مجلس صاحبان و مولوی صاحب آپ کا دعویٰ جو بحروف جلی ایک بورڈ کے اوپر لکھکر سامنے لٹکا دیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا

دوسرا دعویٰ خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ ہمنے تمہاری یہ دعا قبول فرمالی۔ یہی دعویٰ آپ نے اپنے پہلے پرچہ مین پہلے صفحہ پر تحریر فرمایا ہے۔ اسکے ثبوت مین آپکی طرف سے جو علم بیان کے قاعدے سے یا آپ کے کسی قانون سے اس طریق سے ان خاص دعادی کا استدلال بھی ہو کر ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اور عدالت اس قسم کے دلائل پر بھی غور کر کے آپ کے دعوے کو ثابت شدہ تسلیم کر لیکے بعد بیس ۲۰ پونڈ یا ۳۰۰ روپیہ نقد آپکو دے سکتی ہے تو میرے خیال مین کسی قانون شہادت وغیرہ کی ضرورت گورنمنٹ کو نہین رہی چاہیئے یہ ایک بدیہی بات آپ کے سامنے پیش کیگئی ہے کہ اشتہار ۱۵ اپریل والا ۱۷ اپریل کے الحکم اور ۱۸ اپریل کے بدر مین شایع ہوا۔ اور اس اشتہار کے نیچے دونون اخبارون مین یہ الفاظ لکھے ہوئے ہین۔ مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء "اگر اس اشتہار کو ۱۵ اپریل سے اول کا سمجھا جاتا ہے تو ایک امر واقعہ کے مقابلہ مین اس کے سامنے کوئی قیاسی دلائل پیش نہین ہونے چاہئین اس اشتہار کے بحکم خداوندی دینے پر آپنے ۲۵ اپریل کے اخبار بدر کی ڈائری پیش فرما کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ تحریر اشتہار سے تقریر ۲۵ اپریل چونکہ بعد کی ہے اس لئے ثابت ہوا کہ اس تقریر کا تعلق اس ۱۵ اپریل والے اشتہار سے ہے۔ دوسری دلیل اس حکم خداوندی ہونے کی آپ ۱۳ جون کے اخبار بدر کے ایک فقرے سے جسمین مشیت ایزدی سے اس دعا کا حضرت مرزا صاحب کے قلب مین آنا لکھا گیا ہے محض ایک لفظ مشیت پر آپ اس کو بحکم خداوندی فرماتے ہین حالانکہ لفظ مشیت آپ کے مسلمہ معنون کے لحاظ سے ہے جس کی تشریح آپ نے اپنی کتاب ترک اسلام بجواب دہرم پال مین کی تھی۔ کہ مشیت ایزدی کیلئے خدا کی رضامندی کا ہونا ضروری نہین، دنیا مین جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ خدا کے ارادے اور مشیت سے ہو رہا ہے زانی زنا کرتا ہے۔ چور چوری کرتا ہے۔ تو وہ بھی خدا کی مشیت سے کرتا ہے۔ یہ آپ کی تشریح مشیت کے متعلق بروے شرط نمبر ۱ آپ کی مسلمات سے کی گئی ہے جس کو آپ نے ہماری مسلمہ کہکر فرمایا۔ کہ مرزا صاحب کے اشتہار اور الہام کو زنا۔ چوری کے ساتھ مشابہت دیجاتی حالانکہ یہ مرزا صاحب کے الہام وغیرہ کے متعلق نہین بلکہ آپنے جو مشیت کے لفظ سے دعوے کیا اشتہار بحکم خداوندی

دیا تھا ثابت کرنا چاہا - اس کے ابطال کیلئے میں نے آپکو توجہ دلائی
کہ میت کے واسطے تو رضامندی الہی بھی ضروری نہیں - چہ جائیکہ
اس کو حکم خداوندی کہا جاوے - ڈائری کے متعلق جو آپ نے یہ اعتراض
فرمایا ہے کہ وہ غیر مسلسل ہے - آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ڈائری کسی
پٹواری یا گرداور قانون گو یا نائب تحصیلدار بندوبست کی نہیں ہے
جنہنے ٹریول کرکے ٹریولنگ الاونس حاصل کرنا ہو - یہ ڈائری
ایک ریفارمر کی ہے - قوم کے پیشوا کی ہے - جسکی قوم کو اس تقریرون
اور تحریرون کا پہنچانا سب سے بڑا ضروری غرض اُن آرگنون کا
ہے - جو اس کے مشن والون کی طرف سے شایع ہوتے ہین ....
وہ لوگ مختلف ڈائریون کو جسکو اسکے مختلف مرید مختلف تاریخون مین
لکھتے تھے اور وہ جب ہم اخبار والون کو دیتے تھے - تب ہی وہ اسکو
شایع کر دیتے تھے پس اُن کا کام صرف یہ تھا کہ جس تاریخ کی کوئی ڈائری
ہو - کوئی تقریر ہو اس تاریخ کو اول مین لکھدین - یہ خاص اس اخبار مین
نہین ہے - بلکہ اسکے اور پچھلے پرچون مین بھی اندراج ڈائری کا ایسا
ہی سلسلہ رہا ہے خود ۲۵ اپریل کی بدر مین صفحہ ۷ کے ... ایک ڈائری
شروع ہوئی ہے جو ۱۲ اپریل کی ہے - اور پھر صفحہ ... ۱۳ اپریل کی
ڈائری شایع ہوئی ہے - تو آپ کے اعتراض کا کہ ۱۲ کے بعد
۱۱ آسکتی نہیں - جواب دینا ایک ایسے شخص کیلئے کہ جو اپنا دستار نہ سمجھے
آپ کی وجہ سے بلکہ ہمیشہ سے ایسا ہی جانتا ہے ضروری نہین مگر مجھی کو بدر مین
پر ... ڈائری ۱۵ اپریل کی شروع ہوئی ہے - اور وہ ۱۱ اپریل
کی ... مارچ کی ڈائری شروع ہوئی ہے تو کیا
اپریل کے بعد مارچ آیا کرتا ہے - پس ڈائری کا غیر مسلسل ہونا آپکے
اثبات دعوے کیواسطے موجودہ دستور کے مطابق کسی طرح مفید نہین ہوسکتا
پس اشتہار ۱۵ اپریل کو لکھا گیا - ۱۷ و ۱۸ اپریل کو شایع ہوا -
اور یہ ڈائری ۱۳ اپریل کی ہے جس کو اشتہار مذکور سے عقلاً نہ قانوناً
شرعاً کوئی تعلق نہین - یہ ایک فنکیٹ ہی ہوگا - یا ہوگی یا مرزا صاحب نے
... ہوگی یا مرزا صاحب کا یہ دستور تھا کہ پہلے ہی لکھ لیتے تھے - یا پھر
پر کاٹ دیتے تھے - وہ کچھ کرلیتے تھے وغیرہ وغیرہ جس دستاویز کی
بنا پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہین وہ مشکوک یا صحیح نہین ہے -
الہام جو اس ڈائری مین درج ہے اجیب دعوۃ الداع جسکی بنا پر
آپ اس دعائے اشتہار والی کو مقبول شدہ یا دعا مقبولیت قرار
دیتے ہین - یہ الہام ۱۷ اپریل کے الحکم اور ۱۸ اپریل کے بدر مین ...

۱۳ تاریخ کو ہوچکا ہوا لکھا ہے - پس ۱۳ تاریخ کو جس الہام کا ہونا بدر و الحکم مین شایع
ہوچکا ہے اسکو ۱۵ تاریخ کے کاغذ کے متعلق قرار دینا کسی طرح بھی جائز
نہین - جناب پریزیڈنٹ صاحب و مولوی صاحب یہ اشتہار جو اسوقت
متنازعہ ہے اسکی صورت کیا ہے اس کی اصلیت خود اشتہار کے اندر
لکھی ہوئی ہے - اور وہ ان الفاظ مین ہے - کہ یہ کسی وحی یا الہام کی
بنا پر پیشگوئی نہین - بلکہ محض دعا کے طور پر مین نے خدا سے فیصلہ
چاہا ہے - یہ ایک درخواست ہے - یہ ایک استغاثہ ہے ایک فریق کی
طرف سے دوسرے فریق کے خلاف تمام حاکمون سے حاکم کے حضور
اور اس سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ مجھ مین اور ثناء اللہ مین سچا فیصلہ
فرما - یہ کوئی فیصلہ قطعی نہین - یہ کسی حکم الہی کے ماتحت نہین کسی الہام
کی بنا پر نہین بلکہ ایک شخص جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا ہے وہ عدالت مین
داد خواہ ہوتا ہے - یہ امر کہ اشتہار مذکور الہامی نہین آپ نے ۲۶
اپریل ۱۹۰۸ء کے اہلحدیث مین خود ہی تسلیم کیا ہے - کہ اس مضمون
کو بطور الہام کے شایع نہین کیا - وہ اخبار ۲۶ اپریل جو اس اشتہار
کے جواب مین ہے - پس اس اشتہار کی حیثیت صرف ایک استغاثہ
یا عرضی دعوی کی ہے اس اشتہار مین جو استدعا کیگئی ہے -
جس کو آپ نے صورت فیصلہ سے نامزد کیا ہے اس کے متعلق اور
اس دعا کے متعلق ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کے اہلحدیث مین آپنے لکھا ہے کہ
تمہاری یہ دعا کسی صورت مین فیصلہ کن نہین ہوسکتی - اور تمہاری یہ تحریر
مجھے منظور نہین - اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے" یہ امور مین
نے محض اسلئے لکھائے ہین کہ آپ نے بار بار مرزا صاحب کی ... ثبوت
دعا کے متعلق بڑا زور دیا ہے - ورنہ نفس مقدمہ متنازعہ سے اس کو
چندان تعلق نہین - مرزا صاحب نے جبکہ خود درخواست مذکور مین ہی
یہ لکھدیا ہے - کہ یہ الہام - یا وحی جس کو آپ حکم یا الہامی نام سے تعبیر
کرتے ہین کی بنا پر نہین ادھر ۲۵ اپریل والی اخبار کی ڈائری اشتہار
سے ایک روز پہلے کی ہے - ادھر خود ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کے اہلحدیث
مین آپ نے بھی اسکو غیر الہامی مان لیا ہے - پھر کیونکر یہ دعوی ثابت
ہوسکتا ہے کہ اشتہار مذکور بحکم خداوندی تھا - جسکو آپ الہام کے
معنون مین لیتے ہین - جیسا کہ ۹ فروری ۱۹۱۲ء کے اہلحدیث مین
صفحہ ۵ کالم ۳ پیرا ۲ مین یہ لکھا ہے کہ مرزا صاحب کو خدا نے الہام کیا
کہ امت مرحومہ کو ایک واضح راستہ دکھاؤ اسلئے مرزا صاحب نے
بحکم خداوندی ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء کو ایک اشتہار دیا - لیکن الہام ...

بنا پر نہ یہ اشتہار دیا گیا اور نہ کوئی الہام اس اشتہار والی دعا کی قبولیت کا پہلے یا پیچھے ہوا۔ آپ نے ایک بات دریافت فرمائی ہے کہ ڈائری میں جو سی پہلی تحریر کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے تو مجھسے آپ اس تحریر کا پتہ دریافت فرماتے ہیں۔ کہ بجز اس اشتہار کے وہ کونسی تحریر ہے جس کے متعلق ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء والی ڈائری میں یہ لکھا ہے۔ کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا وہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اسکی بنیاد خدا کی طرف سے رکھی گئی ہے۔ جناب مولوی صاحب آپ خود اس تحریر کو لکھواتے ہیں۔ اور پھر مجھسے دریافت فرماتے ہیں عالیجناب پریزیڈنٹ صاحبان یہ ڈائری جیسا کہ دستاویزات سے ثابت شدہ ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء وقت عصر کی ہے۔ اور اسمیں ایسی تحریر کا ذکر ہے جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق لکھی گئی ہو اور یہ بھی ثابت شدہ ہے کہ اشتہار متنازعہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو لکھا گیا۔ اور ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء کو ڈاکخانہ میں ڈالا گیا اُن اخبارات میں جو ۱۸ اپریل کو شائع ہوئے یہ تو دستاویزات کا ثبوت ہے اسکے مقابلہ میں آپ کے محض قیاس نے ثابت کیا ہے جو ابو کاٹا یہ بات ہوئی۔ آپ کے دعوے کو ثابت نہیں کرتے۔ ہاں میں آپکو بتلاؤں کہ وہ تحریر جو ۱۴ اپریل والی ڈائری سے آپ کے متعلق پہلے شائع کی جا چکی ہے۔ وہ وہی ہے جو آپ نے اہلحدیث مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء میں نقل فرمائی ہے جو مرزا صاحب کی طرف سے ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں۔ چونکہ آپکے پاس پہونچی تھی یہ وہ تحریر ہے جو کہ ۱۴ اپریل والی ڈائری سے پہلے شائع ہو چکی اور نیز حقیقت الوحی میں بھی آپکے متعلق ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء سے پہلے چند سو صفحے چھپ چکے تھے پس یہ ڈائری ان تحریروں سے تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ اوس تحریر سے جو ڈائری کے بعد کی ہو۔ اور وہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار ہے آپ نے ایک الہام اور بھی اس اشتہار کی قبولیت کے متعلق پیش کیا ہے۔ جو ایک خاص مقدمہ کے بارہ میں مرزا صاحب کو ہوا تھا۔ اور وہ تشحیذ حق صفحہ ۲۳ اور حقیقۃ الوحی ص ۲۲۲ وغیرہ کتابوں میں موجود ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ ایک زمیندار کے مقدمہ میں جو شریکوں کے ساتھ تھا میں نے دعا کی کہ خدایا اس میں فتح دے تو خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک تیری ساری باتیں مانوں گا مگر شریکوں کے بارہ میں نہیں سنوں گا۔ یہ الہام ایک

خاص مقدمہ کے متعلق ہے اور مرزا صاحب کے دعوے سے بہت سال پہلے کا ہے اس میں شریکوں کے خلاف دعا قبول کرنے سے انکار کیا گیا ہے۔ اگر یہ الہام عام ہوتا تو چاہیے تھا۔ کہ شریکوں کے متعلق بھی آئندہ کوئی دعا قبول نہ کیجاتی جیسا کہ ایک دیوار کے مقدمہ میں جو شریکوں کے ساتھ تھا یہ دعا کی گئی۔ کہ خداوند مجھے اسمیں فتح دے۔ اور دعا قبول ہوئی جس کے لئے بڑا لمبا الہام ہوا۔ جو حقیقت الوحی کے صفحہ ۲۶۶-۲۶۷ پر درج ہے پھر مرزا صاحب اس میں کامیاب ہوئے پس اگر وہ الہام جو شریکوں کے متعلق تھا عام ہوتا تو مرزا صاحب اس دعا کو کیوں قبول کرتا۔ پس نہ وہ الہام عام تھا نہ وہ آپ کے دعوے کے متعلق کہ ۱۵ اپریل والے اشتہار کی دعا قبول کی گئی اور نہ اس سے یہ دعوے ثابت کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی دیا تھا۔ اور نہ اس دعا کی قبولیت کا الہامی وعدہ ہو چکا تھا دعوی آپ کا اس دعا کے متعلق ہے۔ جو ۱۵ اپریل والے اشتہار میں مرزا صاحب نے شائع کی ہے کہ وہ قبول ہو گئی ہے اور اسکی قبولیت کا خدا نے الہام کیا پس یہ دعوی اس الہام سے کہ جو شرکاء کے متعلق ہے۔ اور ایک خاص مقدمہ سے تعلق رکھتا ہے جس کے خلاف دوسری نظیر شرکاء کے برخلاف مقدمہ فیصلہ ہو کر صاف بتا چکی۔ کہ وہ وعدہ نہ دائمی تھا نہ عام ورنہ خدا دعا کیوں قبول کرتا اور کیوں مرزا صاحب شرکاء کے خلاف دعا ہی کرتے مرزا صاحب کا یہ مذہب نہیں ہے کہ میری تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں اسکیلئے حقیقۃ الوحی ص ۱۹ و ص ۳۲۲ و ص ۳۲۷ اور رسالہ ضمیمہ آسمانی مطبوعہ بار سوم ص ۱۹ اور تریاق القلوب صفحہ ۱۴۰ دیکھئیں میں صاف لکھا ہے۔ کہ میری اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور وہ دعائیں خدا اپنی مصلحت سے جن میں مفید سمجھتا ہے قبول کرتا ہے اسمیں آخر میں جناب پریزیڈنٹ صاحبان سے جنکو اس دعوے کا فیصلہ جس کی متعلق یہ مباحثہ ہے دلائل بتانا ادب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ مشورہ ہی نشان جو آپکے پاس بھیجے ہوئے ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں کہ نیز ان دعوے کو ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء والی ڈائری اور ۱۴ اور ۲۳ اپریل ۱۹۰۷ء کے درمیانی عرصہ کے اندرونی فقرے لے اور دیگر دستاویزات جنکا حوالہ میں نے اپنے بیان میں دیا ہے انکو ملاحظہ فرما کر فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ آیا یہ مردود دعوی مولوی صاحب کی ثابت ہو گئی ہے اسکے بعد مولوی صاحب نے جو بیان فرمانا ہے وہ انہیں کی تردید ہوگی کوئی نئی دلیل پیش کرنے کا ان کو حق نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے ڈیفنس کا مجھے کوئی موقع نہیں ملیگا۔ قاسم علی احمدی

علاوہ الہامی کے خلاف ... شریکوں کے خلاف دعا ... الہام اور مولوی صاحب ...

پرچہ ثنائی نمبر ۲

آخری

جناب صدر انجمن، برادران

دعوے یہ تہا۔ کہ مرزا صاحب کا اشتہار ۱۵۔ اپریل خدا کے حکم سے تہا یہ بات یقینی ہے۔ کہ مرزا صاحب کو مامور خدا نہیں سمجھتا میں نے جو یہ دعوے کیا۔ کہ ان کا اشتہار خدا کے حکم سے تہا۔ اس کے کیا معنی صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ دعوے ان کے مسلمات اور خیالات پر تہا۔ پس الحدیث ۲۶۔ اپریل سنہ کا حوالہ دے کر منشی قاسم علی صاحب کا یہ کہنا۔ کہ میں نے اس اشتہار کی بابت لکھا ہے۔ کہ الہام نہیں ہے۔ میرے دعوے کو کسیطرح مخالف نہیں ہے۔ وہ لکھا میرا اپنا اعتقاد ہے۔ اور ثابت کرنا مرزا صاحب کے خیالات کا عکس ہے۔ علاوہ اس کے ۲۶۔ اپریل کی تاریخ لکھنے تک جو میں نے یقیناً ۱۸۔ ۱۹۔ اپریل کو لکھی ہوگی۔ ۲۵۔ اپریل کا بدر میرے پاس نہیں پہنچا تہا۔ جس کی بنا پر میں نے آج دعوے کیا ہے۔ میرے دعوے کا ثبوت دو طرح پر تہا۔ ایک دلائل عامہ سے اور دوسرا دلیل خاص سے۔ دلائل عامہ میں میں نے حضرات انبیا کا طریق اور خصوصاً مرزا صاحب کے تمام دعوے اور الہامات کو بیان کیا تہا جس میں ایک آیت قرآن اور الہام وما ینطق عن الہوے بہی تہا۔ اور دوسرا اجیب کل دعائک الا فی شرکائک اس الہام کے جواب دینے میں میرے دوست کو بہت سی الجھن ہوئی ہے جناب پریزیڈنٹ صاحب یہ الہام دو فقروں پر مشتمل ہے۔ ایک مستثنیٰ دوسرا مستثنیٰ منہ۔ مستثنیٰ میں حکم ہے۔ کہ تیری دعا شریکوں کے بارہ میں قبول نہیں ہوگی۔ مستثنیٰ منہ کا حکم ہے۔ کہ تیری وہ تمام دعائیں جو شریکوں کے سوا اور لوگوں کے حق میں ہونگی۔ وہ میں ضرور قبول کرونگا۔ اس لئے میں نے عرض کیا تہا۔ کہ میں مرزا صاحب کا شریک نہیں ہوں ہاں۔ آپ نے بتلایا ہے۔ کہ ۲۵ اپریل والے بدر میں جو ۱۴۔ اپریل کی ڈایری ہے۔ اس میں جس تحریر کا آپ نے متعلق ذکر ہے۔ وہ حقیقت الوحی میں ۱۴۔ اپریل سے پہلے لکھی جا چکی ہے۔ اس کے متعلق ۱۴۔ اپریل کا بدر صفحہ ۲ پیش کرتا ہوں جس میں مرزا صاحب حقیقت الوحی کی بابت فرماتے ہیں۔ کہ ہماری کتاب حقیقت الوحی میں روز یا پچیس روز تک شایع ہو جاویگی۔ اب منصف صاحبان غور فرمائیں۔ کہ جس کتاب کے ابہی شایع ہونے میں کئی روز باقی ہوں۔ وہ ۱۴۔ اپریل سے پہلے کیونکر شایع ہو چکی تہی۔ حقیقت الوحی کے ٹائٹل پیج پر مطبوعہ تاریخ اشاعت ۱۵۔ مئی ۱۹۰۷ء ہے۔ مگر قلمی سرخی سے ۱۵۔ مئی بنائی گئی ہے یہ تو آپ نے اس حصے کا جواب نہ ہے اسکے علاوہ آپ نے کوشش کی ہے۔ کہ ۲۵ اپریل کے بدر والی ۱۴ تاریخ کی ڈائری میں جس تحریر کا ذکر ہے اسکا ثبوت دیں اس ثبوت کیلئے آپ نے ۱۱ اپریل کے بدر کا نام لیا جو میرے ہاتھ میں ہے او منصف صاحبان اسکو اسی حوالہ کو وہاں دیکھیں۔ نہ کوئی تحریر ایسی ہے۔ کہ جس کو میرے متعلق دعا کہا جائے۔ لیکن جسقدر جواب مرزا صاحب کو بصورت الہام یہ ملا۔ اجیب دعوۃ الداع جو صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ تحریر میرے متعلق کوئی دعائی صورت میں ہے آپ نے شروع میں یہ بہی کہا ہے۔ کہ اس قسم کے دلائل عامہ پر غور کرکے عدالت فیصلہ نہیں کرتی۔ جناب والا۔ اس آیت کے لفظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کام نہیں لیا۔ یعنی میں نے صرف دلائل عامہ ہی بیان نہیں کئے بلکہ خاص امر کے متعلق بہی بیان کیا۔ آپ جو اس اشتہار کو بمنزلہ ایک مسنونہ غیر مقبولہ کے قرار دیتے ہیں حقیقت میں یہ بات مرزا صاحب نے کل دعاؤں پر پانی پہیر دیتی ہے میں نے ریویو مئی سنہ کے صفحہ ۱۹۳ سے حوالہ نقل کیا تہا۔ کہ مرزا صاحب کا بڑا معجزہ قبولیت دعا ہی ہے۔ اور یہ ایسا معجزہ ہے۔ کہ وہ اس معجزے کے مقابلہ کے لئے ہم مسلمانوں کے علاوہ تمام دنیا کے مخالفوں کو چیلنج دیتے ہیں میں نے سہ ماہی سنہ کے بدر سے یہ دلیل نقل کی تہی کہ مرزا صاحب کے دل میں خدا نے جس کے متعلق دعا کرنیکی تحریک پیدا کی میرے مخاطب فرماتے ہیں۔ کہ بقول ہمارے مشیت کا مفعول ہے۔ جو دنیا کے ہر ایک واقعہ سے تعلق رکہتی ہے مگر جناب پریزیڈنٹ صاحب میں نے یہ بات بالتصریح بتائی ہے اور قرآنی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ کوئی [illegible] فیصلہ کرنے سے جو آپکی کوشش پر اثر ڈالتا ہو۔ اور نہ انہیں کر سکتا ترک اسلام میں جو میں نے لکہا ہے وہ یہ ہے کہ مشیت ایزدی خدا کے قانون کا نام ہے جو مخلوق میں جاری ہے لیکن وہی قانون مشیت جب مذہبی رنگ میں انبیا علیہ السلام کے قلوب طیبہ پر اثر کرتی ہے تو وہ مذہبی رنگ میں ایک دلیل کا حکم رکہتی ہے۔ مثال کیلئے ہمارے خواب اور حضرات انبیا علیہ السلام کے خوابوں میں جو فرق ہے وہی فرق ان دو مشیتوں میں ہے جو عام حالت اور خاص قلوب انبیا سے تعلق رکہتی ہیں باقی جو آپنے ڈائری کی بے ترتیبی کی بابت لکہا ہے مجھے اسکے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہمارے معزز الثالث صاحب تائن بینچ میں انکے [illegible]

اس قسم کے کئی ایک مقدمات آئے ہوں گے نہیں تو ایک ایسی ڈائریان پاس یا فیل ہوئی نہ ہوں گی۔

تریاق القلوب صدا کا بیان مرزا صاحب کی ہیچ دعاؤں کی نسبت نہیں ہے۔ بھلا اگر مرزا صاحب کی ساری دعائیں قبول ہوتیں تو معجزہ ہی کیا تھا۔ جبکہ وہ حقیقت الوحی میں خود لکھتے ہیں کہ بعض خواب اور کشف رنڈیوں اور فاحشہ عورتوں کے بھی سچے ہوتے ہیں ص سے تا آخر باب سوئم فرماتے ہیں نتیجا وہی ہے جیسا کہ کل سچے ہوں ہمارے معزز ثالث صاحب قانونی طور پر جانتے ہیں کہ کسی دستاویز کا سچا ہونا اس پر موقوف ہے کہ اسمیں کوئی لفظ مشکوک نہ ہو میں نے جہانتک سوچا ہے آپنے میرے پیش کردہ دلایل کا جواب نہیں دیا میری دلیل مختصر لفظوں میں یہ ہے۔ کہ انبیا اور ایمان خدا کوئی ایسا فیصلہ جو مخالفوں پر حجت کا اثر رکھتا ہو ایسے خلاف ہونے سے انکے دین اور مشن پر خلاف اثر پہونچتا ہو بغیر اذن خدا شایع نہیں کر سکتے۔ مرزا صاحب جو اس اشتہار میں المنسا نم کی ہے اسکی ایک توجیہ تو پہلے پرچہ میں عرض کر چکا ہوں۔ دوسری وجہ وہ ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے ساتھ ان کا معاہدہ ہوا تھا کہ میں الہام پا کر کسی کی موت کی پیش گوئی نہیں کرونگا اسلئے انہوں نے اس اشتہار میں تو الہام کی نفی کر دی اور ۲۵ر کے بدر میں الہام کے ساتھ اسکو تعبیر فرمایا۔ تاکہ وہ اسی قاعدہ سے جو انبیا علیہ السلام کی بابت میں نے بتلایا ہے مجت ہو جکے بس میں اب ختم کر کے نتیجہ معزز ثالثوں کے سپرد کرتا ہوں۔

ثناء اللہ

فیصلہ منشی فرزند علی صاحب

میمبر مجلس احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں نے اس مباحثہ کو جو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور میر قاسم علی صاحب احمدی دہلوی کے مابین ۱۷ اپریل ۱۹۱۲ء کو لدھیانہ میں ہوا خوب غور سے سنا۔ جو رائے میں نے اس مباحثہ کے متعلق کی ہے اسکو ذیل میں بیان کرتا ہوں۔

اس مباحثہ میں دعوی منجانب مولوی ثناء اللہ یہ تھا کہ

ا جو اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو جناب مرزا صاحب نے بہ عنوان مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ دیا وہ خدا تعالی کے حکم سے ہے

ب اس اشتہار میں جو دعا فیصلہ کے متعلق درج تھی اسکا جواب خدا تعالی نے الہامی طور پر یہ دیا۔ کہ ہم نے اس دعا کو قبول فرمالیا

شق (۲) کے ثبوت میں جو موٹے موٹے دلایل مولوی ثناء اللہ صاحب نے ذمہ یہ تھے۔ کہ:-

ا حضرات انبیاء علیہ السلام کا یہ طریق نہیں تھا۔ کہ اپنی مشن کے متعلق کوئی تحدیا نہ فیصلہ کن تجویزیں محض اپنے ارادے اور مرضی سے کریں۔

۲ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار کے بعد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں مرزا صاحب کی طرف سے ایک تقریر اسی مضمون کی شایع ہوئی کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے اور رات کو جب مرزا صاحب کی توجہ اسطرف تھی تو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں

۳ ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کے بدر میں ایک خط بنام مولوی ثناء اللہ صاحب درج ہے اسمیں لکھا تھا۔ کہ مشیت ایزدی نے مرزا صاحب کے قلب میں تحریک کر کے فیصلہ کی ایک اور راہ نکالدی

فقرہ نمبر ۱ نہ تو اس دعوے کی تائید اور وضاحت میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے کوئی مثالیں بیان کیں اور نہ میر قاسم علی صاحب کی طرف سے اسکا کوئی جواب دیا گیا

فقرہ نمبر ۲ کے بیان کردہ واقعات کو اگر ہو بہو تسلیم بھی کیا جائے تب بھی اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت مرزا صاحب کے اشتہار دینے کے بعد اظہار پسندیدگی فرمایا۔ نہ یہ کہ اشتہار مذکور کا لکھا جانا اور شایع کیا جانا حکم خداوندی کی وجہ سے ہوا جب مولوی صاحب نے خود اپنے پرچہ اول میں تسلیم کیا۔ کہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے لکھتے وقت مرزا صاحب کو خود خدا کے حکم کا علم نہ تھا۔ تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اشتہار مذکور حکم خدا سے دیا گیا تھا۔ فقرہ نمبر ۲ کی دلیل پر مولوی صاحب کی طرف سے بہت زور تھا۔ مگر جب میر قاسم علی صاحب

نے دکھایا۔ کہ جس ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کی تقریر کی بنا پر اشتہار مذکور مطبوعہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا منجانب اللہ ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ وہ تقریر مرزا صاحب نے فی الواقع ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کو یعنی تاریخ اشتہار سے ایک روز پیشتر فرمائی تھی۔ تو اس سے مولوی صاحب کی دلیل کا سارا زور ٹوٹ گیا۔ میر قاسم علی صاحب کے اس بیان پر مولوی صاحب کی طرف سے دو عذر اٹھائے گئے۔ اول یہ کہ جناب مرزا صاحب کی ڈائری میں روز مرہ کی تقریریں اخبار میں مسلسل بترتیب تواریخ درج نہیں۔ اسلئے قابل اعتبار نہیں۔ دوئم یہ کہ اگر ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء والی تقریر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار کے متعلق نہیں تو مرزا صاحب کی کونسی سابقہ تحریر سے متعلق تھی جسکی طرف اس تقریر میں اشارہ ہے

ڈائری کے متعلق جیسا کہ میر قاسم علی صاحب نے بیان کیا۔ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی ڈائری نویسی کیلئے کوئی باقاعدہ تنخواہ دار اسٹاف نہ تھا مرید لوگ اپنے شوق اور محبت سے ڈائری لکھتے تھے۔ اور پھر جس کسی سے اور جسقدر جلد ہی ہو سکے نقل اخبار والوں کو دے دیتے تھے۔ ڈائری کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسمیں اکثر حصہ حضرت مرزا صاحب کی ان تقریروں کا ہوتا تھا۔ جو آپ روزمرہ کی سیر میں فرمایا کرتے تھے جبکہ آپکے ساتھ ایک ہجوم مریدوں کا ہوتا تھا جس انبوہ میں ڈائری نویسوں کیلئے کوئی خاص جگہ مختص نہ ہوتی تھی جس کسی کے سننے میں جو کچھ آجاتا۔ اسے قلمبند کر لیتا۔ میں غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ہر ایک تاریخ کی ڈائری کو اپنی ذات میں مستقل سمجھ کر بلالحاظ ترتیب تاریخ کے اخبار میں لکھ دیا جاتا تھا۔ ڈائری کے چھاپنے کی غرض ناظرین کو یہ دکھانا ہوتا تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے کیا کچھ فرمایا۔ بعض مضامین کو اپنی اہمیت اور ضرورت کے لحاظ سے اور بعض کو گنجائش اخبار کے لحاظ سے بہ نسبت دوسری تاریخ کی ڈائری کے کالموں میں جلد تر جگہ مہیا کر دی جاتی تھی بہرحال سلسلہ یہ تھا۔ کہ ڈائری بلا ترتیب تاریخ شائع کر دی جاتی تھی۔ ایکدن کی ڈائری کو دوسری سے علیحدہ کرنیکے لئے ہر ایک ڈائری کے سر پر اسکی تاریخ لکھدی جاتی تھی۔ اگر تواریخ کی بے ترتیبی صرف اس ایک پرچہ بدر میں ہوتی جسمیں ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کی ڈائری درج تھی۔ تو البتہ اعتراض قابل غور ہوتا۔ مگر ہمیشہ ڈائریاں اسی بے ترتیبی کے ساتھ چھپتی رہیں

تو محض اس عدم ترتیب کی بنا پر ڈائری کے اندراج ہرگز ناقابل اعتبار نہیں ٹھیرتے

مولوی صاحب کے دوسرے سوال کا جواب یعنی ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کی ڈائری کس سابقہ تحریر حضرت مرزا صاحب سے متعلق تھی۔ میری رائے میں فریق ثانی کے ذمہ جواب دینا واجب نہ تھا۔ مگر جب جواب دیا گیا۔ تو اسپر غور کرنا ضروری ہوا۔ پس جو جواب اس سوال کا میر قاسم علی صاحب نے دیا۔ اسکی صحت پر مجھے اطمینان نہیں ہوا۔ ہاں امکان تو ضرور ہے کہ جناب مرزا صاحب کا اشارہ اس ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کی ڈائری میں انہی مضامین کی طرف ہو۔ جنکا میر قاسم علی صاحب نے حوالہ دیا۔ مگر اسکا کوئی ثبوت نہیں بہم پہنچایا گیا۔ اور میر صاحب کا بیان صرف قیاس پر مبنی تھا۔ جو حجت نہیں ہو سکتا۔ بہرحال میری رائے میں امر ظاہر ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کی ڈائری کا اشارہ خواہ کسی سابقہ تحریر کی طرف ہو۔ مگر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار کی طرف ہرگز نہیں۔ اور جب خود حضرت مرزا صاحب اسی ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں فرماتے ہیں کہ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ تو اس صریح بیان کے خلاف کوئی دعوی کس طرح قائم اور ثابت ہو سکتا ہے۔

نیز یہی کلام کہ اس اشتہار کی بنا کسی وحی یا الہام پر نہیں۔ اس وہم کا بھی ازالہ کرتا ہے۔ کہ شاید یہ اشتہار مجریہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء لکھا اس تاریخ سے چند روز قبل گیا ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ اور بعد میں اس کی تصدیق ربانی میں درج ہو جاتا۔ تو مرزا صاحب اشتہار کی اصلاح پتھر پر بھی کر دیتے جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود اپنی تقریر نمبر ۲ میں بیان کیا۔ کہ مرزا صاحب اپنی تصانیف میں ان کے چھپتے وقت ضروری تصحیح کرتے رہتے تھے یا اگر بعد چھپ جانیکے بھی اشتہار کی تصحیح کی ضرورت ہوئی۔ تو یہ دستی ہاتھ سے کر دی جاتی جیسے کہ حقیقت الوحی کی تاریخ اشاعت کے متعلق کیا گیا تھا دیکھو اس کتاب کا سرورق جسکے نیچے تاریخ اشاعت ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء سے بدل کر ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء ہاتھ سے تمام کاپیوں میں کی گئی۔

اپنے آخری پرچہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ بیان کیا۔ کہ دراصل اشتہار مذکور لکھا حکم الہی سے گیا تھا۔ مگر چونکہ جناب مرزا صاحب نے گذشتہ دسمبر میں ایک دفعہ عہد کیا تھا۔ کہ میں کسی کی موت وغیرہ کے متعلق آئندہ الہامی پیش گوئی شائع نہ کیا کرونگا اسلئے قانونی

کی رو سے یہ کی غرض سے اشتہار میں یہ لکھدیا کہ میں الہام یا وحی کی
بنا پر یہ پیش گوئی نہیں کرتا۔ اس دلیل کا غلط ہونا بدیہی طور پر ظاہر ہے۔ کیونکہ
اگر مرزا صاحب کے لئے کسی شخص کی موت کی پیش گوئی کرنا الہام کی بنا پر
ممنوع تھا۔ تو بغیر الہام محض اپنی مرضی سے اسی قسم کی پیش گوئی کا شائع
کرنا زیادہ تر قابل مواخذہ ہونا چاہئے تھا۔

رہا فقرہ نمبر ۳ جس میں مشیت ایزدی کی تحریک کو حکم خداوندی
کے ہم پلہ بیان کیا گیا۔ اسکی تردید میر قاسم علی صاحب نے خاطر خواہ طور پر
کردی ہے۔ اس امر کی نسبت بحث کرنیکی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی۔ پس
میری رائے میں مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے دعوے کی شرط اول کا کوئی
ثبوت بہم نہیں پہنچا سکے۔

اب میں شق (ب) کو لیتا ہوں۔ کیا مرزا صاحب
کو اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کی دعا کی قبولیت کا الہام بارگاہ الہی سے
ہوا۔ اسکا ثبوت مولوی ثناء اللہ کے ہاتھ میں ایک تو وہ الہام تھا۔ جو
۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں شائع ہوا ہو (شق) اول نمبر تین
فقرہ نمبر ۵ میں درج ہے۔ اجیب دعوۃ الداع۔ ترجمہ
میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ سو وہ بھی ۱۴ اپریل
۱۹۰۷ء کی ڈائری ہے جس کا ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار سے
غیر متعلق ثابت ہو چکا ہے۔

دوسرا ثبوت یہ تھا۔ کہ ایک بہت پرانا الہام مرزا صاحب کو یہ
ہو چکا ہوا ہے۔ اجیب کل دعائک الا فی شرکائک۔ ترجمہ
میں تیری سب دعائیں قبول کرونگا سوائے انکے جو تیرے شریکوں کے متعلق ہے
اگر فریق ثانی اس الہام کی عمومیت کو تسلیم کرلیتا۔ تو اس سے صرف یہ ثابت
ہوتا کہ مرزا صاحب کی یہ دعا منظور ہونی چاہئے تھی نہ یہ کہ فی الواقع ہو بھی گئی۔ ان
دونوں دعووں میں بڑا بھاری فرق ہے۔ مگر میر قاسم علی صاحب نے دکھایا
کہ الہام مندرجہ بالا ایک خاص مقدمہ سے متعلق تھا کیونکہ اس الہام کے
بعد ایک اور مقدمہ میں مرزا صاحب نے اپنے شریکوں کے خلاف دعا کی
اور اس دعا کو خدا تعالی نے منظور فرمایا۔ (میرے پاس اسکے متعلق مولا…
نہیں۔ وہ دیکھے جائیں)

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ خود مرزا صاحب کا عقیدہ اپنی دعاؤں کی
قبولیت کے متعلق کیا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی ہر ایک
دعا کا قبول ہونا ہرگز ضروری نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس اجیب کل
دعائک الا فی شرکائک یعنی میں تمہاری وہ دعائیں جو تمہارے
شرکا کے متعلق ہوں قبول نہ کرونگا۔ والے الہام سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت
مرزا صاحب کی بعض دعائیں منظور ہو جاتی نہیں۔ اور حقیقت الوحی سے
بھی (دیکھو اقتباسات منسلکہ) مرزا صاحب کا صرف یہی خیال پایا جاتا ہے
کہ ہماری دعائیں بہ نسبت اور لوگوں کے کثرت کے ساتھ شرف قبولیت
حاصل کرتی ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۵
سے اقتباسات تتمہ کے حوالے سے یہ بیان کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کی کل دعاؤں
کا قبول ہونا لازمی تھا میں نے حقیقت الوحی کے صفحات مذکورہ کو پڑھا ہے
ان سے مولوی صاحب کے بیان کی ہرگز تصدیق نہیں ہوتی۔ ان صفحوں
میں دعا کا مطلق ذکر تک بھی نہیں۔ انمیں خوابوں اور الہاموں پر بحث
ہے۔ مگر خواب اور الہام اور چیز ہے۔ اور دعا اور چیز۔

پس شق (ب) کی نسبت بھی میری یہ رائے ہے۔ کہ مولوی
ثناء اللہ صاحب اپنے دعوے کو ثابت نہیں کر سکے۔

دستخط فرزند علی عفی اللہ عنہ ہیڈ کلرک قلعہ فیروزپور ۲۳ اپریل ۱۹۱۲ء

نوٹ میرے پاس فریقین کی تقریروں کی نقلیں نہیں ہیں۔ اسلئے میں نے
یہ فیصلہ اپنے مختصر نوٹوں کی بنا پر لکھا ہے۔ فرزند علی عفی عنہ

باسمہ

فیصلہ حلفی خاکسار ابراہیم سیالکوٹی منصف مقرر کردہ از جانب مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری مدعی

دعوی ۱۔ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مرزا صاحب نے بحکم خدا لکھا
۲۔ خدا نے دعا مندرجہ اشتہار مذکورہ کی قبولیت کا الہام
کردیا تھا

اثبات دعوی بذمہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری
ڈیفنس بذمہ منشی قاسم علی صاحب دہلوی (ایڈیٹر الحق دہلی مولوی جناب
مدعی) نے اثبات دعوے میں دو قسم کے دلایل بیان کئے ہیں
عام اور خاص۔

عام یہ کہ کوئی رسول برحق بغیر اجازت الہی کوئی ایسا امر اپنے مخالفین
کے سامنے بطور تحدی پیش نہیں کرسکتا جو اسکے مشن اور اسکے مخالفین

مین صدق و کذب کے متعلق امتیازی نشان رکھتا ہو۔ اسپر مولوی صاحب موصوف نے چند آیات قرآنی پیش کین ۔جنمین سے ایک ایسی آیت بھی ہے جسکی نسبت مرزا صاحب کا بھی دعوی ہے کہ وہ مجھے بھی الہام ہوئی ہے۔ اور اس کا مضمون یہ ہے کہ یہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے نہین بولتا جو کچھ بولتا ہے وہ وحی خدا ہے ۔

چونکہ مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ وہ رسول برحق ہین ۔ اور اس اشتہار ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء مین طریق فیصلہ ایسا مذکور ہے جو متحدیانہ ہے اور حق و باطل مین امتیاز کرنے والا ہے۔ اسلیئے لامحالہ ماننا پڑیگا کہ مرزا صاحب کی یہ دعا خداوند تعالی کی تحریک اور مخفی اشارے سے تھی۔

دیگر دلیل عام یہ بیان کی ہے کہ مرزا صاحب نے بالخصوص اپنی دعاؤن کی قبولیت کے متعلق نہایت زور سے متحدیانہ دعوی کیا ہے۔ (ملاحظہ ہوین ریویو بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۰۷ء وغیرہ کتب جن کا مولوی صاحب نے پتہ دیا)۔ لہذا یہ دعا ان دعاؤن کے سلسلے مین جو ضرور مقبول ہونے کے پہلے درجے پر ہوتی چاہیئے۔ کیونکہ اسکا اثر اس مشن پر پڑتا ہے جسکے لئے مرزا صاحب مامور کیے گئے تھے۔

دلیل خاص جو مولوی صاحب نے بیان کی وہ یہ ہے کہ خاص اسی دعا کی قبولیت کا الہام مرزا صاحب کی طرف سے اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء مین طبع ہوچکا ہے جس مین یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ درحقیقت اسکی بنیاد خدا کی طرف سے رکھی گئی ہے۔ نیز اسی اخبار مورخہ ۱۳ جون سنہ ۱۹۰۷ء مین جو خط مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی کے نام طبع ہوا ہے۔ اس مین تصریح کی گئی ہے کہ اس طریق فیصلہ (۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے اشتہار کی دعا) کی تحریک مشیت ایزدی سے ہوئی ہے۔ پس میرا یہ دعوی بھی ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے یہ دعا خدا کی تحریک سے کی اور یہ بھی کہ اسکی قبولیت کا الہام آپ کو ہوگیا تھا۔ مولوی صاحب مدعی نے اپنے اثبات دعوی کے ضمن مین بطور دفع دخل یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ بیشک اس اشتہار مین مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ یہ پیش گوئی کسی الہام سے نہین کیگئی لیکن یہ فریق ثانی کو مفید نہین۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اس کلمہ مین اور ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کی ڈائری مین تعارض ہے۔ اور تطبیق دونون مین اس طرح ہوسکتی ہے کہ اشتہار لکھنے کے وقت خدا تعالی نے یہ ظاہر نہین کیا تھا۔ لیکن بعد مین الہام کردیا کیونکہ عدم علم سے عدم شئی لازم نہین آتا۔ دیگر یہ کہ چونکہ مرزا صاحب۔ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر

گورداسپور کی عدالت مین ایک خاص مقدمہ مین ضابطہ اقرار داخل کرچکے تھے کہ کسی شخص کے حق مین ڈر والا الہام ظاہر نہین کرونگا اسلیئے بھی مرزا صاحب نے اس اشتہار مین نفی الہام کی مصلحت سمجھی۔ کیونکہ وہ میری موت کے متعلق تھی ۔

یہ ہے خلاصہ انکے اثبات دعوے کے دلایل کا۔ اب ہم ڈیفنس کا خلاصہ بیان کرتے ہین۔ جو فریق ثانی نے پیش کیا فریق ثانی یعنی منشی قاسم علی صاحب نے مولوی صاحب کی پہلی دلیل عام کا کوئی جواب نہین دیا۔ اور تردید نہین کی جس سے یہ ظاہر ہوجاتا کہ رسول برحق کبھی خدا کی اجازت کے بغیر بھی اپنے مخالفین کے ساتھ طریق فیصلہ مقرر کرسکتا ہے

دوسری دلیل عام کا جواب انہون نے یہ دیا ہے کہ مرزا صاحب کا دعوی ہر دعا کی قبولیت کا نہین ہے۔ بلکہ اکثر دعاؤن کا ہے۔ اور دعا اُجِیبُ کُلَّ دُعَائِكَ اِلَّا فِی شُرَکَائِكَ ۔ کا یہ جواب دیا کہ ایک خاص واقعے کے متعلق ہے جس کے جواب مین مولوی صاحب مدعی نے کہا کہ اس کلام کے دو جزو مین ایک مستثنی منہ دوسرا مستثنی۔ مستثنی منہ کلیہ ہے جس مین سے صرف اس دعا کو مستثنی کیا گیا ہے۔ جو مرزا صاحب کے کنبے کے متعلق ہو۔ اور چونکہ مین (یعنی مولوی صاحب مدعی) مرزا صاحب کے کنبے مین سے نہین اسلیئے میرے حق مین استثنائے صورت نہین ہوگی بلکہ مستثنی منہ کے کلیت میرے حق والی دعا پر صادق آئیگی منشی قاسم علی صاحب کے اس عذر سے ہماری تسلی نہین ہوسکتی ۔کیونکہ جب مرزا صاحب کا دعوی ہے کہ میرا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ میری دعائین قبول ہوتی ہین ۔تو یہ معجزہ ایسی دعا کی قبولیت کے لئے ضرور ظاہر ہونا چاہیئے جو مرزا صاحب کی صداقت کا نشان ہو۔ یہ امر کوئی معمولی نہین جسکی طرف سے بےپروائی کو دخل دے سکین۔ اور بیشک الہام اُجِیبُ کُلَّ دُعَائِكَ اِلَّا فِی شُرَکَائِكَ یعنی مین تیری ہر دعا قبول کرونگا مگر وہ جو تیرے کنبے کے لوگون کے حق مین ہو۔ سوائے استثنائے صورت کے اپنے عموم پر ہی قائم ہے۔ اور مولوی صاحب والی دعا اس عموم مین داخل ہے ۔

منشی قاسم علی صاحب نے مولوی صاحب مدعی کی پہلی دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ ۲۵ اپریل کے بدر والی ڈائری ۱۳ اپریل کی ہے۔ اور اشتہار زیر بحث ۱۵ اپریل کو لکھا گیا۔ اسلیئے وہ ڈائری اس اشتہار

سے متعلق نہین ہوسکتی بلکہ وہ ان تحریرات سے تعلق ہے جو اخبار بدر مجریہ ۱۴ اپریل سنہ ء اور تتمہ کتاب حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ پر مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی کے حق مین درج ہین۔ مولوی صاحب نے اسکے جواب مین کہا کہ اشتہار ۱۵ اپریل کی تسوید ۱۵ اپریل کو نہین ہوئی بلکہ یہ تو کاتب کے کاپی لکھنے کی تاریخ ہے۔ دوئم یہ کہ ڈائری مندرجہ بدر ۲۵ اپریل مین ۱۴ اپریل کی ڈائری کے بعد ۱۱ اپریل کی ڈائری مندرج ہے پس ہم کس طرح سمجھ سکین کہ یہ تاریخین ترتیب وار ہین۔ لہذا یہ عذر درست نہین۔ سوئم یہ کہ اخبار بدر مجریہ ۱۴ اپریل سنہ ء اور حقیقت الوحی مین جو کچھ میرے متعلق لکھا ہے ان تحریرون مین کسی دعا کا ذکر نہین اور نہ انکا مضمون اس اشتہار کے مضمون سے ملتا ہے۔ حالانکہ ۲۵ اپریل کے بدر کی ڈائری مین دعا کا بالتصریح ذکر ہے۔ اور اشتہار مین بھی مضمون دعا ہی کا ہے۔ چہارم یہ کہ کتاب حقیقت الوحی کی اشاعت ۱۴ اپریل تک نہین ہوئی تھی۔ بلکہ وہ اسکے بہت بعد ہوئی جیساکہ اسکے ٹائیٹل پیج سے ظاہر ہے کہ اسکی تاریخ اشاعت مطبوع الفاظ مین تو ۱۵ اپریل سنہ ء لکھی ہے اور پھر اسے سرخی سے کاٹکر ۱۵ مئی سنہ ء بنایا ہے پس ہم یقیناً کہہ سکتے ہین حقیقت الوحی اور بدر محولہ منشی قاسم علی صاحب مین اشتہار ۱۵ اپریل کا مطلقاً ذکر نہین ہے۔

مولوی صاحب نے منشی قاسم علی صاحب کے عذر کے متعلق جو کچھ کہا وہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ اخبار بدر مذکور (۱۴ اپریل) اور حقیقت الوحی مین تو کسی ایسی دعا کا ذکر نہین جو مولوی صاحب کے حق مین ہو اور اسے اخبار بدر مورخہ ۲۵ اپریل والے الہام کا ؟؟؟ مصداق کر سکین۔ اور کتاب حقیقت الوحی تو اس وقت تک شایع ہی نہین ہوئی تھی کہ مرزا صاحب اس کا حوالہ دے سکین۔ اس امر کی تائید ہم اس سے بھی پاتے ہین کہ خاتمہ بحث پر جناب سردار بچن سنگھ صاحب بی اے پلیڈر گورنمنٹ ایڈوکیٹ لدھیانہ نے جو سرامنی فریقین ثالث مقرر کئے گئے تھے منشی قاسم علی صاحب سے یہ سوال کیا کہ آیا آپ سوائے ۱۴ اپریل کے بدر اور حقیقت الوحی کے حضرت مرزا صاحب کی کوئی اور تحریر بھی بتلا سکتے ہین تو انہون نے جواب نفی مین دیا۔

مولوی صاحب نے جو یہ بیان کیا کہ ۱۵ اپریل کے اشتہار کا مسودہ ۱۴ اپریل سے پیشتر لکھا گیا۔ یہ بھی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب کے الفاظ جو ۲۵ اپریل کے بدر مین درج ہین انمین لفظ "لکھا گیا" موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسودہ اشتہار ۱۴ اپریل سے پیشتر لکھا جا چکا تھا اور وہ مریدون مین مشہور تھا اسی لئے مرزا صاحب نے صرف اسی اشارہ پر کفایت کی کہ وہ جو کچھ لکھا گیا اور ہم عام عادت مین بھی یہی پاتے ہین کہ مضامین کاتب کے کاپی لکھنے سے پیشتر مکمل کرکے کاتب کو دے جاتے ہین اور وہ اخص دوستون مین طبع سے پیشتر ہی مشہور ہو جاتے ہین۔

مولوی صاحب نے جو یہ بیان کیا کہ ڈائری کی تاریخین غیر مرتب ہین اسکے جواب مین منشی قاسم علی صاحب نے کہا کہ تاریخین صرف اسی پرچہ مین غیر مرتب نہین ہین بلکہ دیگر پرچون مین بھی یہ بے ترتیبی پائی جاتی ہے ہماری رائے مین یہ عذر مولوی صاحب کی جرح کی تردید نہین کرتا بلکہ اسکو تقویت دیتا ہے۔ کیونکہ ایک قصور دوسرے قصور کی تائید کرتا ہے نہ کہ تردید۔ نیز یہ کہ ۱۴ اپریل اور ۱۱ اپریل کی غیر مرتب ڈائری ایک ہی پرچہ مین ہے مختلف پرچون مین نہین کہ منشی قاسم علی صاحب کی بیان کردہ وجہ کی گنجایش ہو۔ بہرحال اس سوال و جواب کے سلسلے مین بھی ہم مولوی صاحب مدعی کی جانب راجح پاتے ہین منشی قاسم علی صاحب نے ڈیفنس مین مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی کی دوسری دلیل خاص کا جواب یہ دیا ہے کہ انہون نے اپنے رسالہ ترک اسلام مین لکھا ہے کہ سب کام نیک و بد خدا کی مشیت سے ہوتے ہین پس انکے ساتھ رضاء الہی ضروری نہین لہذا اگرچہ اخبار بدر مین یہ لکھا ہے کہ اس طریق فیصلہ کی تحریک خدا کی مشیت سے ہوئی لیکن ضروری نہین کہ خدا اسپر راضی بھی تھا۔ مولوی صاحب نے اسکے جواب مین کہا کہ گو مشیت عام ہے اور ہر نیک و بد کام کے متعلق ہوسکتی ہے۔ لیکن حضرات انبیا علیہم السلام کے دلون مین جب مشیت الہی بصورت فیصلہ اور بالخصوص ایسے امر مین جو نبی برحق کے مشن کے متعلق ہو کوئی تحریک پیدا کرتی ہے تو وہ برنگ حکم و وحی خفی ہوتی ہے کیونکہ اس مین نبی کے مشن کی تائید ہوتی ہے اور اسکے مخالفین کا ابطال۔

اس کے متعلق مولوی صاحب نے علاوہ سابقہ حوالجات کے مرزا صاحب کی کتاب حقیقت الوحی کا اور حوالہ صفحہ ۵ سے تا آخیر باب سوئم بھی دیا جسمین یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے خاص بندے جسپر راضی ہون خدا اسپر راضی ہوتا ہے اور جسپر خفا ہون خدا اسپر خفا ہوتا ہے۔ جب وہ شدت

ملہ ؟؟؟ جھوٹ دیکھو پرچہ نمبر ۲ جسمین کئی حوالے بدر کے مختلف پرچون سے دئے ہین جنمین ؟؟؟ اندراج ڈائری نہین ہے بلکہ اسی طرح غیر مرتب اور آگے پیچھے ہے۔ ایڈیٹر الحق

وقت مین دعا کرتے ہین تو خدا ان کی ضرور سنتا ہے اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اسکے آگے مرزا صاحب نے ایک آیت لکھی ہے جو قبولیت دعا کے متعلق ہے۔ ان دلایل کا جواب فریق ثانی نے کافی نہین دیا۔ لہذا ہم اس مین بھی مولوی صاحب سے موافقت کرتے ہین۔ اور علاوہ برین یہ مستزاد کرتے ہین کہ جب مولوی صاحب نے اخبار بدر ۱۳ جون سنہ کے خط مین سے یہ حوالہ تحریک الٰہی والا پیش کیا تو منشی صاحب نے اپنے جواب مین اس حوالہ کے اشتہار مذکور زیر بحث کی نسبت ہونے سے انکار نہین کیا جس سے مولوی صاحب کے دعوے کو نہایت زبردست تقویت پہنچتی ہے کہ یہ اشتہار خدا کے خفیہ حکم سے لایا گیا۔ منشی صاحب لفظ بیت کے متعلق ہی بحث کرتے رہے جو انکو ہرگز مفید نہین کیونکہ یہ دعا مشیت کے تحت داخل ہوکر بھی رضاء الٰہی کو شامل ہو سکتی ہے کیونکہ اس دعا کا نتیجہ جو مرزا صاحب کے خیال مین بروقت دعا تھا مرزا صاحب کے مشن کے لئے مفید تھا اور مولوی صاحب کے خلاف۔ لہذا ہم حلفیہ بیان سے خداداد علم کو کام مین لاکر اور اپنے ایمان و دین کی مخلصی سے رائے دیتے ہین کہ مولوی صاحب مدعی اپنے دعوے مین کامیاب ہین اور فریق ثانی نے کوئی ایسا ثبوت پیش نہین کیا جو انکے دلایل کو توڑ سکے سا واللہ علی ما نقول شہید

خاکسار ابراہیم سیالکوٹی وارد لدھیانہ مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

بیان مولوی ثناء اللہ صاحب

مین نے وہ پرچہ جو فریق ثانی نے بعد اختتام مباحثہ ثالث کے پاس بطور یادداشت بھیجا تھا۔ ملاحظہ کر لیا ہے اور اسکے متعلق امور ضروری پیش کردہ فریق ثانی پر ثالث کے روبرو حسب گنجایش وقت سرسری طور پر زبانی تشریح بھی کر دی ہے۔ لیکن اس پرچے کے بھیجنے مین بے ضابطگی ہوئی۔ اس پرچے کے متعلق تحریری بحث کی ضرورت خیال نہین کی جاتی۔ مسلمان میر مجلس کیلئے جو شرائط مین مندرج ہے کہ وہ حلفی فیصلہ دینگے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ فیصلہ لکھنے سے پیشتر الفاظ ذیل تحریر کرکے کہ مین خدا کی قسم کھا کر یہ فیصلہ تحریر کرتا ہون اپنا فیصلہ لکھے۔ مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق وہ صاحب مدعی الہام و معجزات و کرامات تھے میرے نزدیک اگر الفاظ قسم مین کوئی فرق ہوا ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے۔ بلکہ اگر بالحلف بھی فیصلہ ہووے۔ تو چونکہ شرائط کے بموجب حلفی فیصلہ کی ضرورت ہے۔ اور میر مجلس نے شرائط مباحثہ خوب ملاحظہ فرمالی ہین۔ تو ایسا فیصلہ بھی اگر شرائط کے مطابق حلفی فیصلہ متصور فرمایا جاوے۔ تو مجھے کوئی عذر نہین ہے۔ اگرچہ بموجب فقرہ اخیر شرط ع ۶ کے ایسا فیصلہ ناقابل وقعت ہونا چاہئے

مرزا صاحب کا انتقال ۲۶ مئی سنہ ۰۸ء کو ہوا

دستخط ثناء اللہ بقلم خود دستخط میر سند بخط انگریزی

بیان میر قاسم علی صاحب

مرزا صاحب کا دعوی تھا کہ مین چودہوین صدی یعنی حال صدی کا مجدد ہون اور خدا کی طرف سے مجھے الہام ہوتا ہے۔ اور نشانات بصورت میرے بطور معجزات خدا کی طرف سے صادر ہوتے ہین جب خدا چاہے الہام کرتا ہے۔ اور جب خدا چاہے معجزہ کا نشان دیتا ہے یہ دونون باتین میرے اختیار مین نہین ہین۔ خدا کے اختیار مین ہین۔

سوال آیا مرزا صاحب کا دعویٰ دیگر انبیاء کے ہم پلہ ہونیکا تھا۔ یا کم و بیش

جواب اسلام مین انبیا دو قسم کے ہین۔ ایک صاحب شریعت اور صاحب امت دوئم جو اس شریعت اور اسی نبی کے ماتحت ہون۔ پہلی قسم کی مثال حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی اسلام کی ہے۔ دوسری مثال حضرت یحییٰ کی ہے۔ مرزا صاحب قسم دوئم کے نبی تھے

سوال ان دونون اقسام کے انبیا کون مین روحانیت کے لحاظ سے کچھ فرق ہوتا ہے

جواب (ہان) اول قسم کے انبیا پورے کمال کو پہنچے ہوئے۔ اور دوئم قسم کے ان سے کم درجہ پر ہوتے ہین جیسا کہ مالک اور نوکر کی حیثیت

سوال حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد آپکے مقرر کردہ قسم دوئم مین کون کون نبی ہوئے ہین)

جواب ہمارے عقیدہ مین جتنے نائب خلفاء یا مجدد دین حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد ہوئے ہین۔ وہ سب کے سب قسم دوئم کے نبی تھے جیسا کہ حضرت محمد صاحب نے فرمایا ہے علماء امتی ....

(میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیون کی مانند مین)

سوال قسم دوئم کے انبیا بھی صاحب وحی و الہام ہوتے ہین؟

جواب ہان

سوال اشتہار زیر بحث میں جو الفاظ "آخری فیصلہ" درج ہیں اس سے کیا مراد ہے؟

جواب یہ ایک درخواست بارگاہ الٰہی میں بطور دعا کے۔ جیسا کہ اس اشتہار میں لکھا گیا ہے کی گئی ہے اور خود مرزا صاحب کی طرف سے ہے۔ خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ خدا کے حضور پیش کی گئی ہے۔

سوال درخواست مندرجہ اشتہار زیر بحث کسی دینی مسئلہ کے متعلق تھی یا جماعت مرزا صاحب کے متعلق یا دنیاوی معاملہ پر۔ اور خاص مرزا صاحب کی ذات پر حاوی تھی

جواب درخواست متنازعہ میں خدا سے یہ استدعا کی گئی۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو مجھے جھوٹا کہتے ہیں۔ میری سچائی اور مولوی صاحب کے یہ (مجھے) جھوٹا کہنے کی صداقت کا فیصلہ کیا جاوے اور اشتہار مذکور کسی دنیاوی متنازعہ پر نہ تھا۔ بلکہ اسی حیثیت سے تھا جس حیثیت سے قرآن شریف میں پاک شعیب نبی نے یہ دعا کی تھی۔ اے خدا مجھ میں اور میری قوم یعنی مخالفوں میں فیصلہ فرما۔ اور یہی آیت اس اشتہار میں بھی مرزا صاحب نے خدا سے بطور درخواست کی۔

سوال نبی شعیب کی دعا قبول ہوئی۔؟

جواب ہاں قبول ہوئی۔

سوال اشتہار متنازعہ میں سچائی کا معیار کس بات پر منحصر رکھا گیا تھا

جواب سچائی کا معیار اس بات پر مبنی رکھا گیا تھا کہ خداوند تعالیٰ جس طریق پر چاہے میری سچائی کا اظہار کرے جیسا کہ آیت مندرجہ اشتہار کا منشاء ہے۔ اور اشتہار کے یہ الفاظ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور اس فیصلہ کی تمنا یہ کی گئی کہ اس طریق پر فیصلہ ہو کہ سچا زندہ رہے۔ جھوٹا مر جاوے مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایسے فیصلہ سے انکار کیا۔ اس وقت بحث صرف ان امور پر ہے جو کہ فریقین کے درمیان متنازعہ قرار پا چکے ہیں۔ جو اوپر درج ہیں۔ اس میں کوئی ایسا امر نہیں ہے۔ جس کے فیصلہ کیلئے ان سوالات کی ضرورت ہو یہ بات کہ دعا مندرجہ اشتہار قبول ہوئی یا نہیں ہوئی یا مرزا صاحب نے کس حیثیت سے یہ اشتہار دیا۔ امور زیر بحث سے غیر متعلق ہیں کیونکہ میرا چیلنج خاص ان دو امور متنازعہ فیہ پر ہے۔

دستخط قاسم علی بقلم خود — دستخط بچن سنگھ بخط انگریزی

ثنائی فرار۔ اور مباہلہ سے انکار۔ دفتر الحق دہلی سے بقیمت ۱ے معہ محصول ڈاک طلب کر کے ملاحظہ کرو۔ منیجر الحق دہلی

فیصلہ ثالث

مباحثہ مابین

مولوی ثناء اللہ صاحب و میر قاسم علی صاحب

مباحثہ ہذا کی بنیاد اس اشتہار سے شروع ہوئی۔ جو حضرت مرزا صاحب قادیانی نے بذریعہ اخبارات بدر و الحکم مشتہر فرمایا ہے۔ اور جو اشتہار بجنسہٖ چھاپہ شدہ ذیل میں چسپاں ہے۔ (ایڈیٹر)

نوٹ)۔ یہاں نقل اشتہار مطبوعہ چسپان کی گئی تھی

اس اشتہار کے متعلق دونوں فریقین نے برضامندی باہمی امورات ذیل متنازعہ فیہ قرار دئے

(۱) ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا۔

(۲) خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا۔ کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمالی

ثبوت بذمہ مولوی ثناء اللہ صاحب — تردید بذمہ میر قاسم علی صاحب

بتاریخ ۷ اپریل ۱۹۱۲ء فریقین نے اپنی اپنی بحث بذریعہ پرچہ جات تحریری ۳ بجے شام سے لیکر قریب ۱۰ بجے رات تک روبرو ہر دو میر مجلسان و مجھ کمترین ثالث مقبولہ فریقین کیں۔ چونکہ بحث میں بہت بڑی رات گزر چکی تھی۔ اور چونکہ کمترین کا خیال تھا۔ کہ میں بغرض اظہار رائے بصورت اختلاف رائے ہر دو میر مجلسان کر لوں۔ اسواسطے یہ قرار پایا ہے۔ کہ ہر دو میر مجلسان اپنی اپنی رائے اگلی صبح (یعنی تاریخ ۸ اپریل) میرے پاس بھیجیں اور میں اپنی رائے ۱۷ اپریل کی شام تک تحریر کر دونگا۔ بدیں وجہ کہ مجھے ۸ اور ۹ اپریل کو بوجہ کثرت کام فرصت کم تھی میر مجلس منجانب مدعی نے اپنی رائے ۹ اپریل کی شام کو اور میر مجلس منجانب مدعا علیہ نے کل ۱۲ اپریل کی شام کو بھیجی انکی وجہ تاخیر چٹھی انگریزی منسلکہ ہذا سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

چونکہ میں علم عربی سے بالکل ناواقف ہوں اور کتب مقدسہ اہل اسلام سے بالکل بے بہرہ ہوں اسواسطے میں نے مناسب سمجھا کہ چونکہ

ایک میر مجلس فیروزپور مین ہین۔ اسواسطے چند ایک شکوک فریقین سی
ایک دوسرے کے مواجہ مین رفع کرون چنانچہ فریقین کی خدمت
مین مین نے اطلاع کردی کہ وہ ۱۱ بجے امروزہ مباحثہ والے مکان
مین تشریف لے آوین۔ چنانچہ مکان مذکور مین ۱۲ بجے سے کارروائی
شروع کی گئی۔ زبانی شکوک رفع کرنے کے علاوہ ضروری امور مین
ہردو فریق کا بیان بھی لیا گیا جو راے ہذا کا جز تصور ہوگا۔ شرایط مباحثہ
کی شرط ۲ یہ ہے کہ راے دہندہ اگر مسلمان ہے۔ تو خدا کی قسم کھاکر
اپنا تحریری فیصلہ بحث کے خاتمہ پر لکھیگا۔ اور جو راے مباحثہ کے متعلق
بغیر خدا کی قسم کے کوئی ثالث یا میر مجلس دیگا۔ وہ قابل وقعت نہوگی۔ چودہری
فرزند علی صاحب میر مجلس منجانب میر قاسم علی صاحب کے فیصلہ پر قسم
وغیرہ کے متعلق کوئی اندراج نہین ہے چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب
اپنے بیان مین جو مین نے آج لکھا عدم تعمیل شرط بالا پر عذر نہین کرسکتے۔
اور یہ تسلیم ہوئی ہے۔ اور خاصکر جبکہ چودہری فرزند علی صاحب بخوبی جانتے
تھے کہ یہ فیصلہ بموجب شرایط حلفی لکھنا ہوگا۔ اندرین صورت یہ فیصلہ قابل
وقعت ہے۔ خاصکر جبکہ وہ فریق جسکے خلاف فیصلہ مذکور ہے زیادہ
اصرار نہین کرتا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ معزز صاحبان جو ہردو فریق
کی مذہبی کتابون سے بخوبی واقفیت رکھتے ہین۔ اختلاف راے ظاہر
کرین جب دو عالمون مین جو خود فریقین کے ہم مذہب ہون۔ اختلاف
راے ہو تو میرے جیسے ناواقف اور غیر مذہب شخص کی راے کیا وقعت
رکھ سکتی ہے۔ مین امید کرتا ہون اور تمام صاحبان سے التماس کرتا ہون
کہ وہ میری راے کو کسی طرح سے بھی اپنے مذہبی عقاید کے مخل تصور نہ
فرماوین بیشک شرایط مباحثہ کی روسی ایک فریق کی جیت اور دوسرے
فریق کی ہار میری راے سے تصور ہوسکتی ہے۔ لیکن میری راے کسی
صورت مین بھی کسی مسئلہ مذہبی کے فیصلہ کن نہین ہوسکتی۔ اور یہ جیت ہار بھی
ویسی ہی ہوگی جیسا کہ دو متخاصمین کسی چند سالہ معصوم اور دنیا سے بالکل
ناواقف بچہ سے التجا کرین کہ جس شخص کے سر کو تو ہاتھ لگا دیگا وہ فتحیاب
متصور ہوگا۔ اور وہ بچہ انکے کہنے سے بلا جاننے کسی امر کے ایک شخص کے
سر کو ہاتھ لگا دیوے۔ فی الواقعہ میری واقفیت دریاے اسلام جو کہ ایک وسیع
سمندر ہے۔ اس نادان اور ناواقف بچہ سے بدرجہا کم ہے۔ لہذا میری
راے کا اثر کسی اور شخص پر نہین ہوسکتا۔ اور نہ کوئی اور شخص اسکا پابند
ہوسکتا ہے۔ اور مرا یکہ (یقین) ہی کہ فریقین بھی اپنے اپنے مذہبی عقاید
کے بموجب اس راے کے ہرگز ہرگز پابند نہین ہونگے۔ ہوا۔ ہم اس
بات کے کہ بموجب شرایط مباحثہ تین سو روپیہ کی رقم کی ہار جیت ہوجاوے
مین نے کئی ایک ایک مذہبی مباحثے دیکھے ہین۔ جنکا کبھی کوئی نتیجہ نہین نکلا
جب کوئی شخص ایک خاص عقیدہ و مذہبی کا پیرو کار ہے۔ تو وہ ہرگز ہرگز
اس سے منحرف نہین ہوسکتا۔ خواہ اسکے مخالف کچھ ہی کیون نہ کہین
بلکہ اس قسم کی مخالفت پر مباحثہ ایسے معتقدونکو اور بھی پختہ بنا دیتے ہین۔
البتہ اس قسم کے مباحثون کا ایندہ ہونیوالے معتقدون پر تھوڑا بہت
اثر ضرور ہوتا ہے لیکن میرا یقین ہے کہ میرے جیسے شخص کی راے
کا اثر ایسے لوگون پر بھی کچھ نہین ہوگا لیکن چونکہ فریقین نے مجھے اپنا
ثالث مقرر کیا ہے۔ اور بدقسمتی سے ہردو میر مجلسان مین اختلاف راے
ہوگیا ہے۔ اسلئے حسب شرایط مباحثہ مجھپر لازم آیا۔ کہ مین اپنی راے
کا اظہار۔ خواہ اس کی وقعت کچھ بھی ہو۔ اس مباحثہ کی اغراض
کے لئے ظاہر کردون

فریقین نے بحث بڑی قابلیت اور لیاقت کے ساتھ کی ہے۔ اور
طریق بحث مین بالکل قانون شہادت کی تقلید فرمائی ہے لیکن جب
مین دعوے کو دیکھتا ہون تو مجھے بالکل تعجب پیدا ہوتا ہے کہ جو صاحب
اس مباحثہ مین مدعی بنے ہین۔ اور جو ہردو امور متنازعہ فیہ کو ثبوت
مین ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین انکا عقیدہ ہردو امور متنازعہ
کے مثبت مین ہونیکا نہین ہے۔ گویا وہ اپنے دعوے کی اپنی ضمیر کے
مطابق تصدیق کرنے کے لئے تیار نہین ہے۔ اگر معمولی قانون مندرجہ
ضابطہ دیوانی کے مطابق کوئی شخص عرضی دعوی عدالت مین پیش کرے
اور ساتھ ہی کہے کہ مین عرضی دعوی کو صحیح اور سچ ہونے کی تصدیق
کرنے کے لئے تیار نہین ہون۔ تو عدالت فوراً اس کے دعوے کو
نامنظور کردیگی [illegible] مدعا علیہ اسکے دعوے کا اقبال کرنے
کے لئے تیار ہی کیون نہو۔ جو کہ مدعا علیہ حال کی صورت نہین ہے۔
بلکہ وہ انکار دعوے پر اصراری ہے لیکن چونکہ مباحثہ ایک مذہبی مسئلہ پر
ہے۔ اسواسطے اسپر قانون دیوانی عاید نہین ہوسکتا۔ یہ خیالات مین
نے اسواسطے ظاہر کئے ہین کہ ہمارے ملک مین کن حالات مین مباحثہ
پیدا ہوجاتے ہین اور کن حالتون مین ایک شخص کو محض مباحثہ کی وجہ
سے کیا حالت بدلنی پڑتی ہے۔ اور اسی طرح سے میر قاسم علی صاحب
کو جو مرزا صاحب کے مطابق وحی والہام ہونیکا عقیدہ رکھتے ہین امور
متنازعہ کی تردید مین کھڑے ہوتے ہین فی الواقعی یہ میرے [illegible]
مین عجائبات زمانہ مین سے ایک عجوبہ ہے۔ امور متنازعہ فیہ [illegible]

فیصلہ کیلئے اشتہار کی عبارت کو غور سے پڑہنا نہایت ضروری ہے اور یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آیا یہ اشتہار کسی مسئلہ دینی کے انفصال کے واسطے تہا۔ یا کسی دنیاوی امر کے فیصلہ کے لئے۔ اس امر کو میر قاسم علی صاحب نے صاف طور پر اپنے بیان مین مان لیا ہے۔ کہ یہ اشتہار دینی مسئلہ کے انفصال کے لئے تھا۔ میری رائے ناقص مین مرزا صاحب کا یہ انفصال کسی خاص مسئلہ دینی کے فیصلہ کیلئے نہ تہا بلکہ انکے اپنے مشن کے فیصلہ کیلئے تھا جو ایک معمولی مسئلہ دینی کے مقابلہ مین زیادہ اہمیت

الف چونکہ مین دیکھتا ہون کہ مین حق کے پھیلانے کیلئے مامور ہون۔

ب اور آپ بہت سے افترا میرے پر رکھے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہین۔

ج اگر مین ایسا ہی کذاب اور مفتری ہون جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ مین مجھے یاد کرتے ہین۔ تو مین آپکی زندگی مین ہلاک ہو جاؤن گا

د اگر مین کذاب اور مفتری نہین ہون۔ اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہون اور مسیح موعود ہون . . . .

ہ پس اگر وہ سزا جو انسان . . . . تو مین خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین ہون

و اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے اور مین تیری نظر مین مفسد اور کذاب ہون

ز مگر مین دیکھتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ اپنی تہمتون کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے ان جملہ فقرون سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اس اشتہار کے ذریعہ کسی معمولی مسئلہ دینی کے فیصلہ کیلئے دعا نہین کی۔ بلکہ اپنے مشن کی تصدیق یا تکذیب کیلئے استدعا کی ہے اس اشتہار کے متعلق ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کو اس اشتہار کے دینے اور اپنے مشن کی تصدیق کرانیکی کیون ضرورت محسوس ہوئی۔ خود اشتہار کے مفصلہ ذیل فقرات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب بایام اشتہار ستائے ہوئے تھے۔ اور حد درجہ کے دکھ دیئے گئے تھے۔

الف مین نے ایسے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔

ب مین آپکے ہاتھ سے بہت ستایا گیا۔ صبر کرتا رہا۔ مگر

اب مین دیکھتا ہون کہ آپ کی بد زبانی حد سے گذر گئی ہے۔ وہ مجھے ان چورون اور ڈاکوؤن سے بھی بدتر جانتے ہین جنکا وجود دنیا کیلئے نقصان رسان ہوتا ہے۔ . . . . . . اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے . . . . . . اگر بقول اور حسب دعویٰ مرزا صاحب (اور یہ کل بحث ہی صرف اس دعوے پر مبنی ہے) وہ مسیح موعود اور مامور خدا تعالیٰ تھے۔ اور فی الواقعی اس وقت ستائے جا رہے تھے جیسا کہ اشتہار مین درج ہے۔ تو میری رائے ناقص مین حقیقت الوحی صفحہ ۱۸ کے الفاظ ذیل ان پر عاید ہوتے ہین حسب ان کے (مقبولین) دلون مین کسی مصیبت کے وقت شدت سے بیقراری ہوتی ہے۔ اور اس شدید بیقراری کی حالت مین وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہین۔ تو خدا ان کی سنتا ہے۔ اور اسوقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے۔ کامل مقبولون کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ خدا کے نشان تب ہی ظاہر ہوتے ہین۔ جب انکے مقبولین ستائے جاتے ہین۔ جب حد سے زیادہ ان کو دکھ دیا جاتا ہے۔ تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر" پس جب اشتہار کی عبارت سے حد درجہ کی مصیبت اور بیقراری ٹپکتی ہے تو حسب الفاظ بالا کاتب اشتہار کے ہاتھ کو اگر خدا کا ہاتھ تصور کیا جاوے تو اس مین کوئی مضایقہ نہین ہے۔ سوائے اس امر کے کہ کوئی معتقد شخص اپنے مذہبی اصولون کی طرفداری مین یہ نہ کہے کہ مقبولین کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور سب کامون کے واسطے ہوتا ہے۔ سوائے تحریری کامون کے۔ اور یہ بات بھی میری سمجھ مین نہین آئی۔ کہ جبکہ چھوٹے چھوٹے اور بہت خفیف خفیف مسایل دینی اور امورات دنیوی مین تو خدا کا حکم ہووے۔ اور ایک اہم معاملہ جو کہ مرزا صاحب کے کل مشن کے متعلق تہا۔ وہ بلا حکم خدا ہووے۔

میر قاسم علی صاحب نے اپنی بحث مین فرمایا ہے۔ کہ فریق ثانی نے کوئی ایسا حکم پیش نہین کیا جس مین مرزا صاحب کو خدا نے یہ حکم دیا ہو تاکہ تم ایسی درخواست ہمارے حضور پیش کرو میری رائے ناقص مین بحکم خداوندی کے یہ معنی ہرگز نہین کئے جا سکتے۔ کہ خداوند تعالیٰ اپنے مامور کو پہلے حکم دیتا ہے۔ اور بعد اذان وہ اپنی درخواستین پیش کرتے ہین۔ مین بحکم خداوندی کے معنی از منظور خاطر خدا یا (بتحریک خدا) یعنی ہر اتما کی پریرنا لیتا ہون۔ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ جو کہ ہمہ دان ہے اپنے امورون اور مقبولین کو جو اس صفت سے موصوف نہین مین

تحریک کردے۔ جس تحریک کا ان مامورین کو مطلقاً اسوقت پتہ نہ ہووے یا بعد میں پتہ ہووے یا تحریک کا نتیجہ پیدا ہونیکے بعد میں اس تحریک کا پتہ لگے اور نتیجہ پیدا ہونے سے پیشتر کل عرصہ تک اس تحریک سے بیخبر رہیں۔

میری رائے ناقص میں بحکم خداوندی ہونیکا ایک یہ بھی معیار ہے۔ کہ کسی فعل کا نتیجہ کیا ہوا۔ اگر نتیجہ الفاظ استدعا کے مطابق ہوا ہے تو اس سے قیاس یہ پیدا ہوتا ہے کہ استدعا خدا تعالیٰ کے حکم ہی سے تھی لیکن اگر نتیجہ استدعا کے برخلاف ہوتا ہے تو قیاس یہ پیدا ہوتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ استدعا خلاف حکم الٰہی تھی پس جب اس معیار سے بھی دعاء مندرجہ اشتہار کو دیکھا جاوے تو چونکہ نتیجہ بالفاظ سائل پیدا ہوا اس واسطے قیاس یہ ہے کہ یہ اشتہار بحکم ایزدی دیا گیا۔

اب ان بیانات کو چھوڑکر واقعات متعلقہ اشتہار متنازعہ کو دیکھا جاوے۔ تو بھی میری رائے ناقص میں یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ جو میں نے اوپر درج کیا ہے

اول سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اشتہار مرزا صاحب کے دست مبارک سے کب کاغذ پر ظہور میں آیا۔ بیشک چھاپہ شدہ کاغذ پر تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء درج ہے۔ مگر میری رائے ناقص میں وہ مرزا صاحب کے دست مبارک سے نہیں ہے۔ بلکہ کاتب کے ہاتھ کی ہے۔ میں نے مزید تسلی کیلئے میر قاسم علی صاحب سے دریافت کیا کہ اصل مسودہ کہاں ہے؟ جسکا کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا۔ اگر صرف چھاپہ شدہ تاریخ پر کسی امر کا فیصلہ کیا جاوے۔ تو میں نہیں جانتا کہ کاروبار دنیا میں کیسی گڑبڑ مچ جاویگی۔ وہ سول اینڈ ملٹری گزٹ جسپر کہ ۲ اپریل ۱۹۱۲ء چھپی ہوئی تھی۔ وہ یہاں لدھیانہ میں ۱۹ اپریل ۱۹۱۲ء کی شام کو بعض اصحاب کی ردی کی ٹوکری میں چلا گیا تھا۔ نہیں معلوم کہ اسمیں چھپے ہوئے مضمون ۱۹ اپریل سے کتنا پیشتر کے مصنفین کے ہاتھوں سے نکل چکے ہونگے حضور ملک معظم شہنشاہ ہند کے دہلی دربار کے موقعہ پر جو اعلان پڑھا گیا اور ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء درج تھی نہیں معلوم وہ چھاپہ خانہ سے کتنے عرصہ پیشتر نکل چکا تھا۔ اور تیار کب کیا گیا تھا۔ پس اگر ۲ اپریل والے سول اینڈ ملٹری گزٹ کے کسی مضمون یا اعلان مذکور کی تاریخ تصنیف کی بابت کوئی تنازعہ پیدا ہوتا ہے۔ تو تاریخ تصنیف کو ۲ اپریل یا ۱۲ دسمبر بتلانا میں خود میر قاسم علی صاحب کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔ قصہ کوتاہ میری رائے یہ ہے کہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء سے پیشتر مرزا صاحب کی قلم سے نکل چکا تھا اسکے متعلق صحیح تاریخ کونسی قائم کیجاوے۔ میر قاسم علی صاحب اسکی تاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء قائم کرنے پر بہت اصرار کرتے ہیں لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ میں انکے ساتھ اتفاق نہیں کرتا جسکے واسطے وجوہات ذیل ہیں

الف محض ۱۴ اپریل چھپ جانیسے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ ۱۴ اپریل کی ڈائری ہے خاصکر جبکہ ۱۴ اور ۱۵ اپریل کی ڈائری پیش نہیں کیجاتی۔ ممکن ہے کہ یہ نوشت ۱۵ یا ۱۶ اپریل کی ڈائری ہووے۔

ب ڈائریوں کی ترتیب جو مختلف اخبارون میں چھپی ہیں۔ بالکل درست نہیں ہیں کہ انکے متعلق تاریخوں کے صحیح ہونیکا کوئی قیاس بھی پیدا ہو سکے۔ مولوی ثناءاللہ صاحب نے تو ڈائریوں کے متعلق ایک بے ضابطگی ظاہر کی تھی جسکے جواب میں میر قاسم علی صاحب نے کئی ایک بے ضابطگیاں بیان کیں۔ جو بیانات مدعی کی بجائے تردید کرنیکے تائید کرتی ہیں۔ اس موقعہ پر انگریزی کا [illegible] کا مطلب درج کردینا لاحاصل ہوگا۔ دو سیاہ چیزیں ملکر سفید چیز پیدا نہیں کر سکتیں اور دو غلطیاں ملکر درستی پیدا نہیں کر سکتیں

ج اگر ڈائری کی تاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء خود مرزا صاحب کے دست مبارک میں ہوتیں تو مجھے تاریخ مذکور کے صحیح ماننے میں ذرا بھی تامل نہوتا لیکن جبکہ مرید لوگ ڈائریاں تحریر کرتے تھے اور وہ انتہا لاپرواہی اور بے ضابطگی سے چھپوائی جاتی تھیں۔ تو محض چھاپہ شدہ تاریخ سے میں اس نوشت کے متعلق تاریخ قائم نہیں کر سکتا۔ خاصکر جبکہ خود ڈائریوں سے ظاہر ہے کہ ڈائری ۱۵ یا ۱۶ اپریل کی بھی ہو سکتی ہے

د جبکہ وہ اشتہار جو کہ ۱۵ اپریل کا بیان کیا جاتا ہے۔ بدر مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء اور الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء میں شائع کیا جاتا ہے۔ اور جو اشتہار سے ایک روز پہلے کی بیان ہوئی ہے۔ اور ڈائری جو کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کے متعلق ایک الہام کا بھی ذکر کرتی ہے ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کے انتظار میں رکھی جاتی ہے۔ درحالیکہ ایسی ضروری ڈائری بدر مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء میں بڑی آسانی سے چھپ سکتی تھی۔ تو ایسی صورت میں ڈائری کی تاریخ ۱۴ اپریل مقرر کرنے سے بالکل قاصر ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا الہام اشتہار متنازعہ کے متعلق ہے۔ میں نے میر قاسم علی صاحب سے مزید تسلی کے لئے دریافت کیا کہ سوائے حقیقت الوحی یا بدر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے کوئی اور تحریر بھی ایسی ہے کہ جسپر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے الہام کا اطلاق کیا جاوے۔ جسکا جواب انہوں نے صاف نفی میں دیا۔ حقیقت الوحی تو شائع ہی ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

کو ہوئی ہے۔ یعنی بدر ۲۵ اپریل سے ۱۸ یوم بعد۔ اور تاریخ ڈائری مندرجہ بدر سے ایکماہ بعد۔ ایسی صورت میں، الہام بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا اطلاق حقیقت الوحی کی کسی تحریر پر نہیں ہو سکتا۔ خواہ کسی تحریر کی چھاپہ شدہ تاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء سے پہلے کی ہی کیوں نہ ہو تاوقتیکہ ایسی تحریر مشتہر نہ کی جا چکی ہو۔ جو کہ ثابت نہیں کیا گیا۔ جو ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کی تحریر کا جو حوالہ دیا جاتا ہے وہ میں نے بغور پڑھی ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ کوئی دعا برخلاف یا بحق مولوی ثناء اللہ صاحب نہیں کی گئی۔ جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکیں کہ الہام بدر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء انکے متعلق ہو۔ میں چاہتا تھا۔ کہ میں تحریر بدر ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کو حرف بحرف اس جگہ درج کرتا لیکن طوالت اور کمی وقت کے باعث ایسا نہیں کر سکا لیکن تحریر بدر ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کو میں اپنی اس رائے کا جزو قرار دیتا ہوں۔ جو صاحب اس رائے کو کسی جگہ چھاپیں تو براہ مہربانی تحریر مذکور کو بھی چھاپ دیں۔ وہ تحریر مباہلہ کے متعلق تھی۔ جو مباہلہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے پیش کیا تھا۔ اسمیں مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ مباہلہ کے متعلق ہم دعا کرینگے۔ جو دعا کبھی نہیں کی گئی۔ اور مباہلہ بروئے تحریر مندرجہ بدر مورخہ ۱۳ جون ۱۹۰۷ء فسخ ہو گیا۔ بلکہ مباہلہ کے فیصلہ کیلئے ایک اور طریق اختیار کیا گیا۔
پس نتیجہ یہ ہے کہ مضمون بکالم ڈائری بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء سوائے اشتہار متنازعہ فیہ کے کسی اور تحریر کے متعلق نہیں۔ یہ الفاظ مشیت ایزدی مندرجہ تحریر بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء پر بہت زور دیا گیا ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اگر تحریر مذکور میں صرف یہی الفاظ ہوتے تو ان الفاظ سے بحکم خداوندی نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا۔ کیونکہ مشیت ایزدی کے واسطے رضا بندگی باری تعالیٰ لازم نہیں ہے لیکن تحریر مذکور میں الفاظ ذیل ہیں "اسواسطے مشیت ایزدی نے انکو دوسری راہ سے پکڑا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کے قلب میں انکے واسطے دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا"۔
پس میں اس نتیجہ پر پہنچنے کے واسطے مجبور ہوں کہ تحریر بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء منجانب حضرت مرزا صاحب تھی۔ اور متعلق اشتہار تھی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اشتہار مذکورہ بحکم خداوندی تھا۔ ایک اور سوال جس پر کہ زیادہ زور دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خود اشتہار میں حکم خداوندی کی نفی کی گئی ہے۔ اس بارے میں۔

اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے۔ کہ یہ نفی محض اس وجہ سے عمل میں آئی۔ کہ مرزا صاحب نے بعدالت ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور صاف اقرار کیا تھا۔ کہ میں آئندہ خاص قسم کی پیشگوئیاں جن میں ہلاکت کا سوال آوے۔ نہیں کیا کرونگا۔ اسواسطے بہ پابندی قانون دنیوی نفی مذکور کی گئی ہے۔ میر قاسم علی صاحب نے آج زبانی عذر کیا کہ وہ اقرار نامہ صرف اس خاص مقدمہ کے متعلق تھا۔ لیکن میری رائے ناقص میں وہ اقرار نامہ عام تھا۔ جیسا کہ اقرار نامہ کے صاف اور صریح الفاظ سے پایا جاتا ہے۔ اور اقرار نامہ مذکور نہایت ضروری ہے اور میں بوجہ طوالت درج نہیں کر سکتا لیکن وہ بھی اس رائے کا جزو تصور ہوگا۔ پس میری رائے ناقص میں نفی مندرجہ اشتہار بالکل ناقابل وقعت ہے جبکہ تحریرات بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء سے خود مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں مشیت کا خود بالکل کافی اور تسلی بخش ثبوت ملتا ہے پس آخیر نتیجہ یہ ہے کہ حسب دعوی حضرت مرزا صاحب ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا۔

امر دوم۔ امر اول کا بالکل حاصل ہے جبکہ میں نے قرار دیا ہے کہ تحریر بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء اشتہار متنازعہ فیہ کے متعلق تھی۔ تو صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ الہام مندرجہ تحریر مذکور بھی اشتہار متنازعہ فیہ کی دعا سے متعلق ہے۔
جبکہ حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۸۷ و حاشیہ ۲۰۷ میں صاف درج ہے کہ ایک شخص احمد بیگ کی میعاد مقررہ کے اندر مرجانے سے مرزا صاحب کی ایک پیشگوئی "کہ اے عورت توبہ توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنیوالی ہے" خبر دی طور پر پوری ہوئی۔ تو میں صاف اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے اس جہان فانی سے بحیات مولوی ثناء اللہ صاحب رحلت فرما جانے سے مرزا صاحب کی مندرجہ اشتہار خدا تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس قبولیت کا اظہار خود مرزا صاحب نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔ (ملاحظہ ہو) تحریر مندرجہ بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء بکالم ڈائری جو اس رائے کا جزو تصور ہوگی۔
فریقین نے اپنی اپنی بحث میں کئی ایک باتوں پر زور دیا ہے۔

جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آیا مرزا صاحب کی کل دعائیں جو آیۃ شریفہ کے متعلق قبول فرمائیگا خدا نے وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن مجھے ان امور پر بحث کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میری رائے ناقص میں مرزا صاحب کی دعا مندرجہ اشتہار بارگاہ الٰہی سے منظور فرمائی گئی ہے اگرچہ میں اتنا درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ آیت مذکورہ کے لفظ بلفظ ترجمہ سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ آیت محض اس مقدمہ کی دعاؤں سے متعلق ہے جو استفتاء کی گئی ہے وہ صرف سرکار کے متعلق ہے۔ ورنہ وہ آیت کل دعاؤں کے متعلق ہے اگرچہ میرے واسطے صرف ایک میر مجلس کے ساتھ اتفاق رائے ظاہر کر دینا کافی تھا اور کسی وجہ کے پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ دونوں میر مجلس صاحبان نے اپنی اپنی رائے بمشورہ ہو کر نہیں لکھی۔ اسواسطے میں نے ان کی راؤں سے کوئی امداد نہیں لی۔ اور نہ میں نے ان کی رائیں پڑھی ہیں۔ صرف انکا نتیجہ دیکھا ہے۔ نتیجہ سے جب ان کی رائیں مختلف معلوم دیں۔ تو میں نے انکے وجوہات کو پڑھنا بالکل نامناسب سمجھا۔ خاصکر چودہری فرزند علی صاحب لدھیانہ میں موجود نہیں تھے۔ اندریں صورت میری اپنی ناقص رائے کی سند میں چند ایک دلیلیں دینے کی ضرورت پڑی۔ چونکہ میں عالم تحض نہیں ہوں یا لور نہ مجھے چپا دینے سے پہلے عرض کر دیا ہے۔ کتب اسلام سے واقفیت ہے اسلئے میری کسی دلیل سے یا کسی تحریر سے کسی مسلمان صاحب کی ذرا بھی دل آزاری ہو تو میں نہایت ہی مؤدب سے معافی کا خواستگار ہوں چونکہ میں نے ارادتاً ایسا نہیں کیا۔ بلکہ قواعد مباحثہ کو مدنظر رکھکر صرف فیصلہ فریقین کے لئے مجبوراً اظہار رائے کیا ہے کیونکہ اگر میں گریز کرتا تو مجبوراً فریقین کو کسی اور ثالث کے تلاش کرنیکی ضرورت پڑتی اور خواہ مخواہ تشویش میں پڑتے اور خرچہ وغیرہ کے زیر بار ہوتے

ثناء اللہ قاسم علی

دستخط بچن سنگھ پلیڈر (بخط انگریزی)

مباحثہ لدھیانہ کا سہ ثالثی فیصلہ اور امرتسری کی تعلی (حقیقت)

بصورت اشتہاری صورت میں چھاپی گئی ہے۔ فیصلہ کی حالت (؟) مولوی ثناء اللہ کی سے حساب جسقدر مطلوب ہوں احمدی احباب دفتر الحق سے طلب کر کے مفت تقسیم کریں۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۶

جنکے ساتھ وہ معصوم بچہ رات دن کھیلتا ہے اور بعض کلاس فیلو بھی ہیں اور بعض واجب العزت اور صاحب اثر اور ہم عصر ہم وطن غرضیکہ سب ہی ایسے ہیں جو اچھی طرح سے اوسکے شناسا ہیں اور دوسرے فریق کے ساتھ وہ لوگ ہیں جو محض غریب اور مسافر اور ناواقف ہیں جنکی کوئی ظاہری پوزیشن ایسی نہیں جسکا تعلق بجلیت گورنمنٹ اڈوکیٹ ہونے کی یا وکیل ہونیکی اوس نادان بچے سے ہو نہ انمیں کوئی وکیل نہ افسر پولیس نہ آنریری مجسٹریٹ نہ سب رجسٹرار نہ کلاس فیلو۔ تو ایسی صورت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ معصوم بچہ طبعاً اوس فریق کی گود میں جائیگا جو اوسکا شناسا ہے یا ناواقف فریق کی طرف آئیگا؟ ضرور۔ ضرور۔ وہ اوسکا میلان اوسکا رجحان اوسکا دل دوستوں والے گروہ کیطرف کھنچیگا نہ کہ نامحرم گروہ کیطرف اور ساتھ ہی جبکہ اوس نادان بچے نے بخیال باطل خود یہ بھی سمجھ لیا ہو کہ علاوہ اس فریق کے ناشناسا ہونے کے فریق مذکور نے ہمارے بزرگ کو مسلمان بتا کر توہین کی ہے اور آئے دن یہ فریق ہم سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے تو پھر بھلا وہ کس طرح ایسے فریق کو ہاتھ لگا کر مورد طعن یاروں اغیار ہونے لگا۔ لازمی طور پر وہ شناسا گروہ کے ہیرو کو ہاتھ لگائیگا۔ اور اس ہاتھ لگانیکے واسطے یہ بھی ضرورت نہیں کہ اسکو خاص طور پر شناسا فریق کی طرف جھکنے کیلئے کہا بھی جاوے۔ اوسکو تو شناسا گروہ کی طرف آنے کی یہ ظاہری نشان مقناطیسی اثر رکھتی ہے اور اس گروہ [illegible] ہاتھ لگانیسے اوسکو بدنیت بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اوسکو تو ظاہری نشان شناسا گروہ کی خود بخود کھینچ لئے رہی ہے جسکے واسطے کسی بدنیتی کی بھی ضرورت نہیں۔

فیصلہ خلاف شرائط ہے

انشاءاللہ ثالث و میر مجلس فریق ثانی کے فیصلہ کی کمزوری اور بیجا طرفداری اور غلط فہمی اور نادانی وغیرہ کا اظہار آئندہ پرچہ میں کیا جاکر دکھایا جاویگا کہ نہ تو میر مجلس سیالکوٹی نے کچھ سمجھا اور نہ ثالث صاحب ہی اصل تنازعہ کو سمجھ سکے نہ فاضل مدمقابل میں فہم و فراست باقی رہا کہ وہ اپنے دعوے اور دلایل میں مطابقت سمجھتا اسلئے ہر دو فیصلے خلاف شرایط مقررہ و مسلمہ فریقین میں جو کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں امرتسری کی مناظرانہ قابلیت اس مباحثہ میں

اچھی طرح کھل گئی ہے کوئی زبانی قیل و قال نہیں جس میں تحریف وتبدیل ہوسکے ہمارے پاس اوسکے اور مضمون کے تصدیق شدہ پرچے موجود ہیں جنکو اخبار ہذا میں بجنسہ بلاکسی ریمارکس کے نے چہاپ دیا ہے۔ علمی پردہ دری انشی آئندہ ہم کہہ لکر کرینگے

شکریہ احباب

قیام لدہیانہ میں جو ۱۵ لغایت ۲۲ اپریل ۱۹۱۲ء تک رہا احباب لدہانہ نے جس اخلاص اور محبت سے مہمانداری فرمائی وہ الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی اخویم شہزادہ عبد المجید صاحب جو جماعت لدہانہ میں ایک درخشندہ گوہر ہیں اور اخویم منشی محمد ابراہیم صاحب اور اونکے صاحبزادگان عبد الرحمن و میاں خیر الدین صاحب و ماسٹر [illegible] صاحب جو فیروزپور رہتا کر ہمارے میر مجلس کو لائے ان جملہ بزرگواران نے رات دن اس دینی جہاد میں ہمارا [illegible] کیا جزاہم اللہ احسن الجزا اور جماعت لدہانہ کے جوان صالح سکرٹری شیخ محمد شفیع صاحب سلمہ سوداگر مشین سلائی نے تو اپنی دوکان کا کاروبار بھی ان ایام میں بند کرکے ہماری مہمانداری میں بہت سے بڑھکر حصہ لیا سب سے زیادہ قابل شکریہ شہزادہ محمد سلطان صاحب خلف شہزادہ ہوشنگ صاحب مرحوم ہیں جنہوں نے باوجود غیر احمدی ہونیکے اپنا وسیع اور عالیشان مکان ہمارے قیام اور مباحثہ کیواسطے خالی کردیا۔ اور جس ہمدردی اور قلبی جوش ومسرت سے وہ شبانہ روز وہان حاضر رہکر حق مہمانی ادا کرتے رہے وہ درحقیقت قابل رشک

یہی آپنے مخالفین کے طعن وتشنیع بھی برداشت کئے لیکن مہمانداری میں کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو اسکا نیک سے نیک اجر دنیا وعاقبت میں عطا فرماوے اور اپنے فضل سے اس آفتاب صداقت اور بدر صدی چہاردہم کی روشنی سے جلد تر مستفید کرے آمین۔

معذرت

یہ عاجز ۱۸ اپریل کو دہلی سے روانہ ہوکر ۲۳ اپریل کو واپس آیا۔ اسلئے اخبار ۱۹ و ۲۶ اپریل کا شایع نہیں ہوسکا۔ اب بوجہ مباحثہ کی اشاعت کے تین ہفتہ کا اخبار یکجائی ارسال ہے۔ انہیں تمام مباحثہ مع فیصلہ جات میر مجلسان و ثالث بلاکسی ریمارک کے بجنسہ طبع کردیا ہے اسلئے ناظرین سے گذشتہ پرچون کی عدم اشاعت کے متعلق معافی چاہتا ہوں۔

خبر

قلعہ دہلی کے بارود کے میگزین میں ۱۴ اپریل کو گیارہ بجے دن کے ایک گولہ پھٹنے کا حادثہ واقع ہوا۔ آرٹلری خلاصی ایک سٹاف سارجنٹ کے زیر ہدایت پرانے گولون کو صاف کر رہے تھے کہ میگزین میں ایک گولہ پھٹا۔ اور ۳ ہندوستانی فوراً ہلاک ہوگئے ان کے اعضاء تمام قلعہ کی احاطہ میں بکھر گئے سٹاف سارجنٹ اور ایک ہندوستانی کو ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔ مگر وہ ضربات سے جانبر نہ ہوسکے۔ باقیماندہ کارکن اس حادثہ سے ۲ منٹ پیشتر ہی باہر گئے تھے جسکے باعث وہ بچ رہے۔ میونسپل کمیٹی کے آگ بجہانیکا انجن فوراً طلب کیا گیا جس نے بہت کام دیا آنریبل کرنل میجر سیڈن اور مسٹر سیڈن مع پولیس کے موقعہ پر پہنچ گئے اور آگ کے فرو کرنے میں

بشارت عظیمہ

مباحثہ ہذا میں مولوی ثناء اللہ صاحب اور اونکے میر مجلس و ثالث صاحب نے ازراہ تحکم اخبارات بدر و الحکم میں اشتہار متنازعہ کی جو تاریخ تحریر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء بدست مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام تہی اسکو بلادلیل محض قیاس وخیال باطل کی بناپر منجانب کاتب اخبار قرار دیا تھا جسکا اون کو کوئی حق نہ تھا کیونکہ نہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس ہی مسودہ اشتہار پہونچا تھا نہ ہمارے انہیں دو اخبارون الحکم و بدر کے ذریعہ اشتہار متنازعہ طبع ہوکر شایع ہوا اور یہی مطبوعہ اشتہار زیر بحث تھا نہ کہ مسودہ مگر خدا عالم الغیب نے ان تینون کی تکذیب کیلئے اصل مسودہ بھی بجنسہ محفوظ رکھا تھا جو تلاش کرنے سے آج اخویم مفتی محمد صادق صاحب سلمہ ایڈیٹر بدر نے بذریعہ رجسٹری ہمکو بھیجدیا۔ الحمد للہ علی احسانہ